عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان


INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

ہفت روزہ

# ختم نبوۃ

جلد نمبر ۱۶ | ۲۰ تا ۲۶ رجب ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۷ء | شمارہ نمبر ۲۶


## تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات

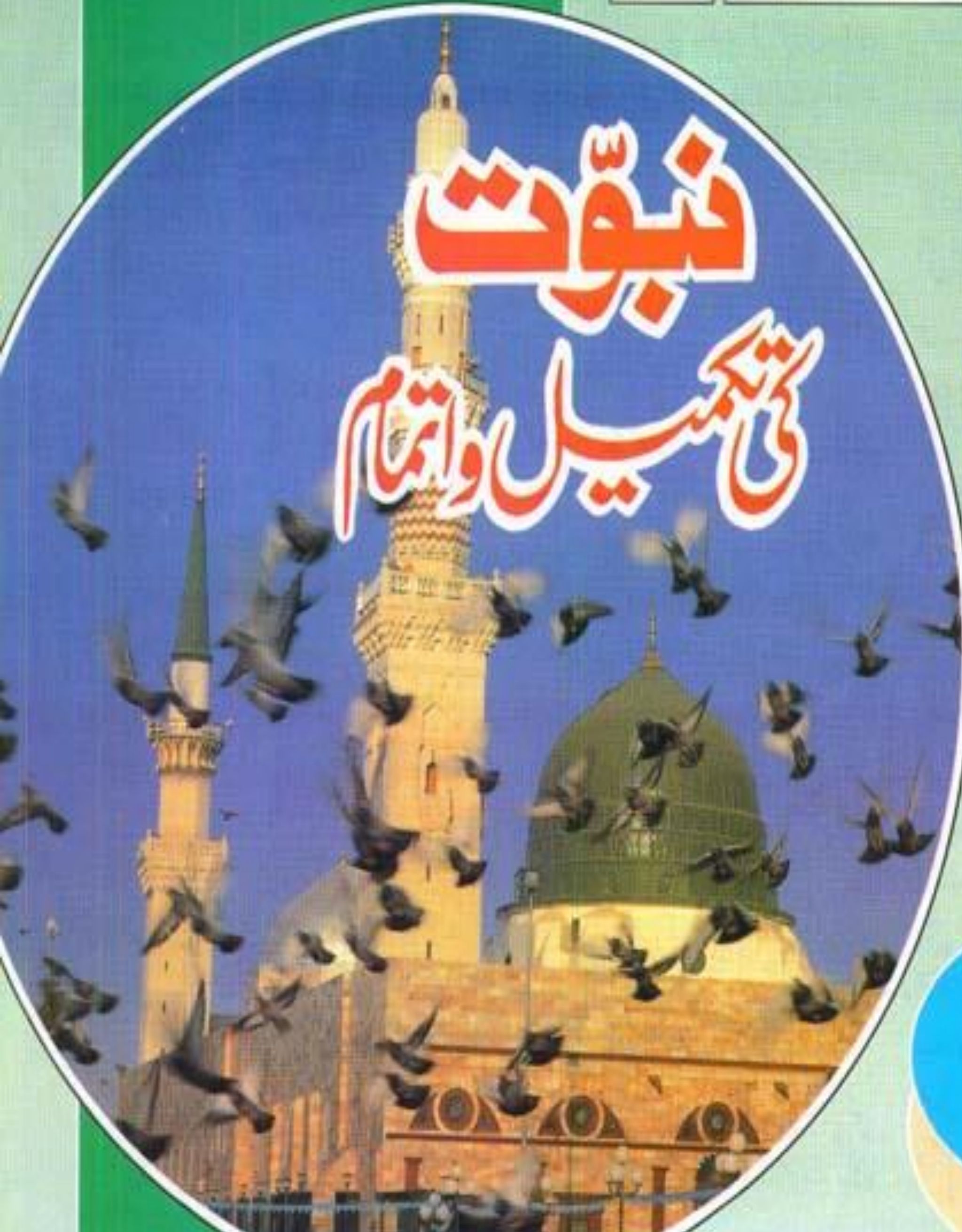


## انسانیت دینِ اسلام کی محتاج

جرمنی کی نومسلم ڈاکٹر خاتون کے تاثرات

## ایک سائل کے جواب میں


قیمت: ۵ روپے

# معراج

## معراج جسمانی کا ثبوت

س..... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی؟ برائے کرم تفصیلی جواب سے نوازیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج حاصل نہیں ہوئی تھی۔

ج..... حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی "نشرالطیب" میں لکھتے ہیں:

"تحقیق سوم..... جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی اور دلیل اس کی اجماع ہے اور مستند اس اجماع کا یہ امور ہو سکتے ہیں۔" آگے فرماتے ہیں (نشرالطیب ص ۸۰ مطبوعہ سہارنپور)

اور علامہ سہیلیؒ الروض الانف شرح سیرت ابن ہشام میں لکھتے ہیں کہ "مہلب نے شرح بخاری میں اہل علم کی ایک جماعت کا قول نقل کیا ہے کہ معراج دو مرتبہ ہوئی۔ ایک مرتبہ خواب میں دوسری مرتبہ بیداری میں جسد شریف کے ساتھ۔" (ص ۲۴۴ ج۔۱)

اس سے معلوم ہوا کہ جن حضرات نے یہ فرمایا کہ معراج خواب میں ہوئی تھی۔ انہوں نے پہلے واقعہ کے بارے میں کہا ہے ورنہ دوسرا واقعہ جو قرآن کریم اور احادیث متواترہ میں مذکور ہے، وہ بلاشبہ بیداری کا واقعہ ہے۔

## معراج میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حاضری کتنی بار ہوئی

س..... حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج کی رات (شب معراج) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کتنی بار حاضر ہوئے؟

ج..... پہلی بار کی حاضری تو تھی ہی۔ ۹ بار حاضری نمازوں کی تخفیف کے سلسلے میں ہوئی، ہر بار کی حاضری پر ۵ نمازیں کم ہوتی رہیں۔ اس طرح دس بار حاضری ہوئی۔

## کیا معراج کی رات حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

س..... کیا معراج کی رات میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے؟

ج..... اس مسئلہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا اختلاف چلا آتا ہے، صحیح یہ ہے کہ دیکھا ہے، مگر دیکھنے کی کیفیت معلوم نہیں۔

## کیا شب معراج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے؟

س..... کیا آقا دفعہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے یا کہ پہلے آئے یا بعد میں؟

ج..... شب معراج میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق سفر تھے۔

## حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے واپس کس چیز پر آئے تھے؟

س..... ہم دوستوں میں ایک بحث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم معراج پر جاتی مرتبہ تو براق پر گئے مگر واپسی میں براق پر آئے تھے یا براہ راست آگئے تھے؟

ج..... اس کی کوئی تصریح تو نظر سے نہیں گزری بظاہر جس ذریعہ سے آسمان پر تشریف لے گئے اسی ذریعہ سے آسمان سے واپس تشریف آوری بھی ہوئی ہوگی۔

# حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خواب میں زیارت

## آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حقیقت

س..... خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی حقیقت کیا ہے یعنی جو شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھے اس کی شفاعت ضروری ہو جاتی ہے۔ کیا ابلیس لعین پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہ السلام اور اولیاء عظام کی شکل میں آسکتا ہے؟

ج..... حدیث شریف میں ہے کہ "جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھ ہی کو دیکھا کیونکہ شیطان میری شکل میں نہیں آسکتا۔" اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت خواب میں ہو جانا مبارک ہے مگر اس کو بزرگی کی دلیل نہیں سمجھنا چاہئے۔ اصل چیز بیداری میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کی پیروی ہے جو اتباع سنت کا اہتمام کرتا ہو، وہ انشاء اللہ مقبول ہے اور جو شخص سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے منحرف ہو وہ مردود ہے۔ خواہ اس کو روزانہ زیارت ہوتی ہو، اور اس کے لئے شفاعت بھی ضروری نہیں۔

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

# ہفت روزہ ختم نبوۃ

سرپرست: حضرت مولانا خواجہ خان محمد مدظلہ

مدیر اعلیٰ: حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی

مدیر مسئول: عبدالرحمن باوا

مدیر: مولانا اللہ وسایا

جلد ۱۶ شمارہ ۲۶ ۲۰ تا ۲۶ رجب ۱۴۱۸ھ بمطابق ۲۱ تا ۲۶ نومبر ۱۹۹۷ء قیمت: ۵ روپے

مجلس ادارت

- مولانا عزیز الرحمن جالندھری
- مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر
- مولانا نذیر احمد تونسوی
- مولانا منظور احمد حسینی
- مولانا محمد جمیل خان
- مولانا سعید احمد جلالپوری
- مولانا محمد اشرف کھوکھر

سرکولیشن مینجر

- محمد انور

قانونی مشیر

- حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ

ٹائیٹل و تزئین

- ارشد دوست محمد فیصل عرفان

## اس شمارے میں

- اداریہ ۴
- ایک سائل کے جواب میں (مولانا محمد یوسف لدھیانوی) ۶
- نبوت کی تکمیل و اتمام (مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی) ۱۰
- رفیق نبوت سیدنا صدیق اکبرؓ (مولانا نذیر احمد تونسوی) ۱۱
- غزوہ خندق............ (حافظ محمد سعید اسعد) ۱۵
- جہاد ایک عظیم عبادت..... (محمد فرحان الدین رحمانی) ۱۷
- تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات (بابو شفقت قریشی سام) ۱۹
- انسانیت دین اسلام کی محتاج... (مولانا احمد حامد' قاہرہ) ۲۱
- پاکستانی مسلمان بدنامی کا دھبہ (مولانا مفتی محمد جمیل خان) ۲۳
- اخبار ختم نبوت......................... ۲۵

رابطہ دفتر

جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ) ایم اے جناح روڈ، کراچی فون ۷۷۸۰۳۳۷ فیکس ۷۷۸۰۳۴۰

مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان فون ۵۱۴۱۲۲-۵۸۳۴۸۶ فیکس ۵۴۲۲۷۷

LONDON OFFICE 35 STOCKWELL GREEN LONDON SW9 9HZ U.K. PHONE: 0171 737-8199.

زر تعاون

سالانہ: ۲۵۰ روپے
ششماہی: ۱۲۵ روپے
سہ ماہی: ۷۵ روپے

اگر دائرے میں سرخ نشان ہے تو سالانہ زر تعاون ارسال فرما کر سالانہ خریداری کی تجدید کروائیے ورنہ پرچہ بند کر دیا جائیگا

زر تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا ۹۰ امریکی ڈالر
یورپ، افریقہ، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات ۷۰ امریکی ڈالر
بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک ۶۰ امریکی ڈالر

چیک، ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت نیشنل بینک پرانی نمائش، اکاؤنٹ نمبر ۹-۴۸۷ کراچی (پاکستان) ارسال کریں

ناشر: عبدالرحمن باوا طابع: سید شاہد حسن
مطبع: القادر پرنٹنگ پریس مقام اشاعت: ۱۰۳، بزرٹہ لائن کراچی

اداریہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

# ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مفتی عبدالسمیع کی المناک شہادت ..... ایک بین الاقوامی سازش (۲)

ڈاکٹر حبیب اللہ مختار٬ مفتی عبدالسمیع اور محمد طاہر کی شہادت اور سانحہ بنوری ٹاؤن کو تادم تحریر نو دن ساڑھے سات گھنٹے گزر چکے ہیں٬ لیکن تاحال قاتلوں کے بارے میں ابتدائی مقدمہ بھی پیش نہ ہو سکا٬ جبکہ اس سانحہ کے پیش آتے ہی پورا پاکستان سراپا احتجاج بن گیا تھا۔ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کی ملک گیری اور جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی مسلکی مرکزیت کی وجہ سے اس سانحہ سے علمائے دیوبند سے وابستہ ہر شخص متاثر تھا٬ جبکہ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کی علمی حیثیت اور مفتی عبدالسمیع کے اخلاص نے ہر مسلمان کے دل میں اس سانحہ پر غم کی کیفیت پیدا کردی تھی۔ کراچی سے لے کر خیبر تک٬ اور جولان سے لے کر بولان تک لوگ حکومت سے مطالبہ کر رہے تھے کہ قاتلوں کو فوری طور پر گرفتار کیا جائے۔ کراچی میں تو ایک طرح سے سوگ کی وجہ سے ویرانی چھائی ہوئی تھی۔ پنوعاقل بھی سوگ زدہ کیفیت میں تھا۔ پیر کو کراچی میں تمام علمائے کرام جمع ہوئے٬ جماعت اسلامی اور اتحاد العلماء والے بھی شریک ہوئے٬ مولانا سلیم اللہ خان نے صدارت فرمائی٬ قاری شیر افضل خان٬ مولانا اسفندیار خان٬ مولانا محمد بنوری٬ مولانا علی شیر حیدری٬ مولانا نذیر احمد تونسوی٬ مولانا زرولی خان٬ مولانا عبدالرؤف٬ افتخار احمد٬ مولانا عبدالکریم عابد٬ مولانا اقبال اللہ٬ اور دیگر علمائے کرام نے تجاویز پیش کیں۔ ایک کمیٹی تشکیل دی گئی٬ جس میں مولانا سلیم اللہ خان٬ مولانا اسفندیار خان٬ مولانا علی شیر حیدری٬ قاری شیر افضل خان٬ سید خالد جان بنوری٬ مولانا زرولی خان٬ مفتی محمد جمیل خان٬ مولانا شیر محمد٬ مولانا محمد حنیف جالندھری٬ مولانا محمد احمد مدنی وغیرہ شامل تھے۔ انہوں نے تجاویز کی روشنی میں غور و فکر کر کے لائحہ عمل کا اعلان کیا کہ ۵ نومبر بروز بدھ پاکستان کے تمام دینی مدارس میں احتجاجی جلسے ہوں گے٬ تمام مدارس احتجاجی بینر لگائیں گے٬ حکام بالا سے قاتلوں کی فوری گرفتاری کا مطالبہ کیا جائے گا٬ جمعرات ۶ نومبر کو جامع مسجد نیو ٹاؤن میں احتجاجی جلسہ ہوگا٬ اور جمعہ کے دن کراچی کی سطح پر پرامن ہڑتال کی جائے گی۔ یہ تو کراچی کے فیصلے تھے٬ ادھر پنوعاقل اور سندھ کے بعض دوسرے شہروں میں جمعیت علمائے اسلام کی اپیل پر پیر کے دن مکمل ہڑتال کی گئی۔ ڈاکٹر خالد محمود سومرو٬ مولانا عبدالصمد ہالیجوی٬ مولانا تاج محمد اور دیگر علمائے کرام کی سربراہی میں بڑے بڑے احتجاجی جلوس نکالے گئے٬ احتجاجی جلسے منعقد کئے گئے۔ کوئٹہ میں جمعیت علمائے اسلام کی اپیل پر پیر کے دن ہڑتال کی گئی۔ صوبہ سرحد میں بدھ کے دن جمعیت علمائے اسلام کی اپیل پر یوم احتجاج منایا گیا۔ مردان میں فضلا بنوری ٹاؤن نے احتجاجی جلوس نکالا۔ اسلام آباد اور دیگر شہروں میں احتجاجی مظاہرے کئے گئے۔ کوئٹہ میں عظیم الشان جلسہ ہوا٬ جس سے مولانا فضل الرحمٰن٬ حافظ حسین احمد٬ مولانا عبدالغفور حیدری٬ مولانا محمد خان شیرانی٬ مولانا عبدالغنی٬ مولانا نور محمد٬ مولانا رشید لدھیانوی٬ مولانا محمد عبداللہ نے خطاب کیا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے بھی مختلف شہروں میں احتجاجی جلسے کئے۔ منگل کے دن کراچی میں ہنگاموں کی سی کیفیت رہی۔ بدھ کو وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے تحت جلسوں کا اہتمام کیا گیا۔ جمعرات کے دن جامع مسجد نیو ٹاؤن میں احتجاجی جلسہ تھا۔ جمعیت علمائے اسلام نے اپنی نمائندگی کے لئے حافظ حسین احمد کو کوئٹہ سے بھیجا٬ جبکہ دیگر جماعتوں کی نمائندگی بڑے بڑے علمائے کرام کر رہے تھے۔ قاری رشید الحسن صاحب نے صدارت کی۔ قاری عتیق الرحمٰن کی تلاوت سے احتجاجی جلسے کا آغاز ہوا۔ شہدا کے بارے میں جب آیات تلاوت کی گئیں تو پورے مجمع کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ جلسے سے جمعیت علمائے اسلام کے حافظ حسین احمد٬ قاری شیر افضل خان٬ مولانا خان محمد ربانی٬ سپاہ صحابہ کے مولانا ہارون قاسمی٬ سواد اعظم اہلسنت پاکستان کے مولانا محمد اسفندیار خان٬ جماعت اسلامی کے نعمت اللہ خان ایڈووکیٹ٬ جماعت غرباء اہلحدیث کے مولانا عبدالرحمٰن سلفی٬ جماعت اہلحدیث پاکستان کے مولانا اختر محمدی٬ اہلحدیث یوتھ فورس کے محمد عمران سلفی٬ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولانا احسان اللہ ہزاروی٬ مولانا نذیر احمد تونسوی٬ شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی نور اللہ مرقدہ کے شاگرد خاص مولانا اصلح الحسینی٬ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدر مولانا سلیم اللہ خان کے نمائندے مولانا محمد عادل خان٬ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت بلوچستان کے رہنما مولانا انوار الحق اور دیگر علمائے کرام نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اتنے بڑے سانحے پر علماء کرام نے صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا٬ کراچی٬ جو پہلے ہی بدامنی کی وجہ سے پوری دنیا میں بدنام ہو چکا ہے٬ اس میں فسادات پھیلانا کیا مشکل ہے٬ لیکن مولانا مفتی نظام الدین شامزی٬ مولانا امداد اللہ٬ مولانا عطاء الرحمٰن٬ قاری محمد اقبال٬ مولانا حماد اللہ شاہ٬ مولانا عزیز الرحمٰن رحمانی نے نہایت تدبر کا ثبوت دیتے ہوئے مختلف مقامات پر خود جا کر

فسادات کی کوششوں کو ناکام بنایا اور شرپسندوں پر نگاہ رکھی۔ اس پر وہ خراج تحسین کے مستحق ہیں' لیکن اس کے باوجود حکومت کا کیا رویہ ہے؟ ابھی تک قاتلوں کی گرفتاری کا کوئی امکان نظر نہیں آتا' بلکہ ساری توجہ علما کے احتجاج کو روکنے پر ہے۔ اگر علمائے کرام فسادات کرانے والے ہوتے تو آج بہت آسان تھا۔ پورے ملک اور کراچی کو فسادات کی آگ میں جھونک دیا جاتا' لیکن دیکھا؟ علما کی امن دوستی' اور دین اور پاکستان سے محبت کا مشاہدہ سب نے کرلیا۔ ڈاکٹر حبیب اللہ مختار کا کیا قصور تھا؟ مفتی عبدالسمیع کیوں شہید کیے گئے؟ یہ سوچنے کی باتیں ہیں۔ اس کی کڑیاں بہت دور تک جائیں گی۔ یہ علوم دین کی اشاعت کے خلاف سازش ہے۔ یہ دینی مدارس کے خلاف سازش ہے۔ علما اس کو کسی صورت میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ حکومت قاتلوں کو گرفتار کرے' بصورت دیگر تحریک کا دائرہ ملک سے نکل کر بیرون ملک بھی جاسکتا۔ کل مکمل پر امن ہڑتال ہوگی۔ کسی اعلان پر نہ جائیں' یہ آخری اعلان ہے' اور ہڑتال کی تیاری کریں۔ اسٹیج سیکریٹری کے فرائض مفتی محمد جمیل خان اور محمد فاروق قریشی نے انجام دیے۔ جمعہ کے دن کی ہڑتال کے فیصلے کی مذہبی جماعتوں نے حمایت کردی تھی۔ جامعہ بنوری ٹاؤن کے لوگ سوگ کی وجہ سے ہڑتال کی تیاری کیا کرسکتے تھے' اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے کراچی کے غیور عوام کو' اکثر اسکول والوں نے جمعرات کو اعلان کردیا کہ علما کی شہادت کی وجہ سے کل ہڑتال ہوگی۔ ٹرانسپورٹ برادری اور تاجر برادری نے بھی ہڑتال کی حمایت کردی۔ یہ خالص اللہ رب العزت کا احسان تھا کہ صبح نماز فجر کے لئے جب نمازی گھروں سے نکلے تو کراچی جیسے پر رونق شہر پر ہو کا عالم طاری تھا۔ سناٹے کی وجہ سے خوف محسوس ہوتا تھا۔ دور دور تک ایک گاڑی بھی نظر نہیں آتی تھی۔ نو بجے کچھ پرائیویٹ گاڑی والے نکلے تو لڑکوں نے ان سے کہا کہ آج مسلمانوں کی ہڑتال ہے' اگر آپ مسلمان ہیں تو واپس چلے جائیں۔ اکثر لوگ واپس چلے گئے۔ عجیب بات یہ ہے کہ پتہ نہیں کہاں سے کراچی میں فرشتے اتر آئے تھے اور لوگوں سے ہڑتال میں شرکت کی درخواست کررہے تھے۔ قیام پاکستان سے اب تک سیکڑوں ہڑتالیں ہوئیں' لیکن اس ہڑتال کی مثال پیش نہیں کی جاسکتی۔ پورے دن کی ہڑتال میں ایک جگہ بھی فائرنگ نہیں ہوئی' ایک گاڑی نہیں جلی' کسی گاڑی کا شیشہ نہیں ٹوٹا' ایک آدمی کو چوٹ نہیں لگی' زخمی ہونا تو دور کی بات ہے' کسی کے خراش تک نہیں آئی' چند جگہوں پر صرف چند ٹائر جلائے گئے' وہ بھی شوقیہ۔ بی بی سی کے مطابق مکمل طور پر ہڑتال رہی اور تشدد کا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا۔ تمام اخبارات نے لکھا کہ برسوں بعد ایسی پر امن ہڑتال ہوئی۔ بقول مولانا سلیم اللہ خان صاحب ہڑتال کی کامیابی نے لوگوں کا تعلق جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن سے ثابت کردیا۔ بہرحال ہڑتال ایک ریفرنڈم ثابت ہوئی کہ لوگ اب بھی علما کے ساتھ ہیں۔ لانڈھی اور چاکیواڑہ جو کسی ہڑتال میں بند نہیں ہوتے' اس ہڑتال میں بند تھے۔ انتظامیہ نے بھی اس پر امن ہڑتال پر علما کا شکریہ ادا کیا کہ علمائے کراچی کو فسادات سے بچا کر استحکام پاکستان میں اہم کردار ادا کیا۔ (جاری ہے)

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی مجلس منتظمہ' مجلس شوریٰ اور مجلس اساتذہ کا اجلاس جامعہ میں منعقد ہوا' جس میں جامعہ کے رئیس مولانا ڈاکٹر حبیب اللہ مختار' ناظم مولانا مفتی عبدالسمیع اور محمد طاہر کی شہادت پر رنج و غم کا اظہار کرتے ہوئے دعائے مغفرت کی گئی۔ بعد ازاں متفقہ طور پر طے کیا گیا کہ حسب سابق جامعہ کے اہتمام کی ذمہ داریاں ایک کمیٹی ادا کرے گی۔ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر کمیٹی کے ممبر اول اور مولانا سید محمد بنوری ممبر دوم ہوں گے' جبکہ ناظم تعلیمات اس کمیٹی کے بلحاظ عہدہ ممبر ہوں گے۔ واضح رہے کہ موجودہ ناظم تعلیمات مولانا عبدالقیوم ہیں' جو اس وقت اس کمیٹی کے تیسرے ممبر ہوں گے۔ یہ کمیٹی مجلس شوریٰ کے فیصلوں کی پابند ہوگی۔ مجلس شوریٰ اور اساتذہ نے ان تمام علمائے کرام' **مخلصین' محبین** اور ان تمام تنظیموں کا شکریہ ادا کیا' جنہوں نے اس المناک سانحہ پر جامعہ کے غم میں شرکت کی اور علمائے کرام کی شہادت پر اظہار غم کیا' اور جامعہ کے اساتذہ کرام اور اراکین شوریٰ کے زخموں پر مرہم رکھا' اور اظہار مذمت کے لئے پر امن ہڑتال کرکے جامعہ سے یکجہتی اور محبت کا ثبوت دیا۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ واضح رہے کہ بانی جامعہ حضرت علامہ سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد مجلس شوریٰ نے مفتی احمد الرحمٰن' ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا محمد بنوری' اور مفتی احمد الرحمٰن کے انتقال کے بعد ڈاکٹر حبیب اللہ مختار اور مولانا محمد بنوری پر مشتمل کمیٹی قائم کی تھی۔ مجلس شوریٰ نے اس توقع کا اظہار کیا کہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر' مولانا محمد بنوری اور مولانا عبدالقیوم کی سرکردگی میں جامعہ بنوری ٹاؤن کے اساتذہ کرام پاکستان اور بیرون پاکستان علوم دین کی اشاعت اور لادینی سرگرمیوں کے سدباب کے لئے اپنا کردار بھرپور انداز میں ادا کریں گے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر مرکزیہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد' نائب امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی' ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری' شاہین ختم نبوت مولانا اللہ وسایا' مولانا نذیر احمد تونسوی' مفتی نظام الدین شامزی' مفتی محمد جمیل خان نے اساتذہ کرام کے اس فیصلے کو مبارک قرار دیتے ہوئے توقع ظاہر کی کہ ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر اور مولانا محمد بنوری کے اہتمام میں حضرت بنوری رحمۃ اللہ علیہ' حضرت مفتی احمد الرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ' اور مولانا حبیب اللہ مختار رحمۃ اللہ علیہ کا یہ گلشن مزید ترقیات کی طرف گامزن ہوگا۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی

# ایک سائل کے جواب میں

"ہمارے ایک دوست سے کسی قادیانی نے حضرت مفتی محمد شفیعؒ کے رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" پر کچھ سوالات کئے اور راقم الحروف سے ان کے جوابات کا مطالبہ کیا' ذیل میں یہ سوال و جواب قارئین ختم نبوت کی خدمت میں پیش کئے جارہے ہیں۔"

## تمہید

رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" میں قرآن کریم اور ارشادات نبویہؐ سے حضرت مسیح علیہ السلام کی علامات جمع کردی گئی ہیں' جو اہل ایمان کے لئے تو اضافہ ایمان میں مددیتی ہیں۔ لیکن افسوس ہے کہ سوال کنندہ کے لئے ان کا اثر الٹا ہوا' قرآن کریم نے صحیح فرمایا:

"ان کے دلوں میں روگ ہے' پس بڑھادیا ان کو اللہ نے روگ میں۔"

بقول شیخ سعدی۔

باراں کہ در لطافت طبعش خلاف نیست
کہ درباغ لالہ روید و در شورہ بوم خس

سائل نے ارشادات نبوت پر اسی انداز میں اعتراض کئے ہیں جو ان کے پیشرو پنڈت دیانند سرسوتی نے "ستیارتھ پرکاش" میں اختیار کیا تھا' اس لئے کہ ارشادات نبویہ نے مسیح علیہ السلام کی صفات و علامات اور ان کے کارناموں کا ایسا آئینہ پیش کردیا ہے جس میں قادیانی مسیحیت کا چہرہ بھیانک نظر آتا ہے' اس لئے انہوں نے روایتی حبشی کی طرح اس میں آئینے کو قصوروار سمجھ کر اسی کو زمین پر پٹخ دینا ضروری سمجھا' تاکہ اس میں اپنا سیاہ چہرہ نظر نہ آئے۔ لیکن کاش! وہ جانتے کہ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

رسالہ "مسیح موعود کی پہچان" پر سائل نے جتنے اعتراضات کئے ہیں ان کا مختصر سا اصولی جواب تو یہ ہے کہ مصنفؒ نے ہر بات میں احادیث صحیحہ کا حوالہ دیا ہے' اپنی طرف سے کچھ نہیں لکھا' اس لئے سائل کے اعتراضات مصنفؒ پر نہیں بلکہ خاکش بدہن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ہیں۔ اگر وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت سے منکر ہیں' یا مسٹر پرویز کے ہم مسلک ہیں تو بصد شوق پنڈت دیانند کی طرح اعتراضات فرمائیں اور اگر انہیں ایمان کا دعویٰ ہے تو ہم ان سے گزارش کریں گے کہ قیامت کے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیجئے' مگر جو لوگ ارشادات نبویہ کو سرمہ چشم بصیرت سمجھتے ہیں ان کا ایمان برباد نہ کیجئے اس کے بعد اب تفصیل سے ایک ایک سوال کا جواب گوش گزار کرتا ہوں ذرا توجہ سے سنئے:

۱۔ سوال: "امت محمدیہ کے آخری دور میں...... دجال اکبر کا خروج مقدر و مقرر تھا" (ص ۵ سطر پہلی و دوسری) اگر یہ دجال اکبر' تھا تو لازماً" کوئی ایک یا بہت سارے دجال اصغر بھی ہوں گے۔ ان کے بارے میں ذرا وضاحت فرمائی جائے' کب اور کہاں ظاہر ہوں گے' شناخت کیا ہوگی اور ان کے ذمہ کیا کام ہوں گے اور ان کی شناخت کے بغیر کسی دوسرے کو یکدم "دجال اکبر" کیسے تسلیم کرلیا جائے گا؟

جواب: جی ہاں! "دجال اکبر" سے پہلے چھوٹے چھوٹے دجال کئی ہوئے اور ہوں گے۔ مسیلمہ کذاب سے لے کر غلام احمد قادیانی تک جن لوگوں نے دجل و فریب سے نبوت یا خدائی کے جھوٹے دعوے کئے ان سب کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے "دجالون کذابون" فرمایا ہے۔ ان کی علامت یہی دجل و فریب' غلط تاویلیں کرنا' چودہ سو سال کے قطعی عقائد کا انکار کرنا' ارشادات نبویہ کا مذاق اڑانا' سلف صالحین کی تحقیر کرنا اور غلام احمد قادیانی کی طرح صاف اور سفید جھوٹ بولنا' مثلاً"

○ انا انزلنا قریبا" من القادیان
○ قرآن میں قادیان کا ذکر ہے۔
○ مسیح موعود چودھویں صدی کے سر پر آئے گا' اور پنجاب میں آئے گا۔ وغیرہ وغیرہ

۲۔(الف) سوال: اس رسالہ کے مطالعہ سے ابتداء ہی میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بن باپ کی پیدائش سے لیکر واقعہ صلیب کے انجام تک جس قدر بھی علامات یا دوسری متعلقہ ظاہری نشانیاں اور باتیں بیان کی گئی ہیں وہ اس وجود کے متعلق ہیں جسے مسیح علیہ السلام' عیسیٰ بن مریمؑ یا مسیح ناصری کے نام سے جانا اور پہچانا جاتا ہے اور اب بھی جب کہ رسالہ مذکورہ کے مصنف کے خیال کے مطابق مسیح موعود یا مہدی موعود وغیرہ کا نزول نہیں ہوا (بلکہ انتظار ہی ہے) تب بھی پوری دنیا اس مسیح کے نام اور کام اور واقعات سے بخوبی واقف ہے۔ یہ نشانیاں تو اس قوم نے آج کے لوگوں سے زیادہ خود دیکھی تھیں' (محض سنی اور پڑھی ہی نہیں تھیں) جن کی طرف وہ نازل ہوا تھا' تب بھی اس قوم نے جو سلوک اس کے ساتھ کیا' کیا وہ دنیا سے چھپا ہوا ہے' اس وقت بھی اس قوم نے اسے اللہ

تعالیٰ کا نبی ماننے سے انکار کردیا تھا اور اب اگر وہ (یا کوئی) آکر کہنے لگے کہ میں وہی ہوں جو بن باپ پیدا ہوا تھا' میری ماں مریم تھی اور میں پنگوڑے میں باتیں کیا کرتا تھا اور مردے زندہ کیا کرتا تھا' چڑیاں بناکر ان میں روح پھونکا کرتا تھا' اندھوں کو بینائی بخشتا تھا اور جذام کے مریض تندرست کردیا کرتا تھا وغیرہ وغیرہ تو اب بھی موجودہ تمام اقوام کو کیونکر یقین آسکے گا کہ واقعی پہلے بھی یہ ایسا کرتا رہا ہوگا اور یہ یقیناً" وہی شخص ہے' اور جب پہلی بار نازل ہوا تو محض بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آیا تھا اور جب مقامی لوگوں نے دل و جان سے قبول نہ کیا تو گمشدہ بھیڑوں کی تلاش میں اتنے سفر اختیار کیے کہ "مسیح" کے لقب سے پکارا جانے لگا' لیکن اب جب کہ وہ دوسری بار نازل ہوگا تو ایک سراپا قیامت بن کر آئے گا' جیسا کہ رسالہ پڑا سے ظاہر ہے۔ مثلاً" ملاحظہ فرمائیں:

(الف) جس کافر پر آپ کے سانس کی ہوا پہنچ جائے گی وہ مرجائے گا (ص ۱۸ علامت ۶۴)

(ب) سانس کی ہوا اتنی دور تک پہنچے گی جہاں تک آپ کی نظر جائے گی۔ (ص ۱۸ علامت ۶۵)

جواب: اس سوال کا جواب کئی طرح دیا جاسکتا ہے:

۱۔ مرزا قادیانی پر مسیح موعود کی ایک علامت بھی نہیں آئی' مگر قادیانیوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے مسیح موعود کو پہچان لیا' تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام جن پر قرآن و حدیث کی دوصد علامات صادق آئیں گی ان کی پہچان اہل حق کو کیوں نہ ہوسکے گی؟

۲۔ یہود نے پہچاننے کے باوجود نہیں مانا تھا' اور یہود اور ان کے بھائی (مرزائی) آئندہ بھی نہیں مانیں گے' نہ ماننے کے لئے آمادہ ہیں۔ اہل حق نے اس وقت بھی ان کو پہچان اور مان لیا تھا اور آئندہ بھی ان کو پہچاننے اور ماننے میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی....

۳۔ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے نزول کا جو خاکہ ارشادات نبویہ میں بیان کیا گیا ہے اگر وہ معترض کے پیش نظر ہوتا تو اسے یہ سوال کرنے کی جرات ہی نہ ہوتی۔ فرمایا گیا ہے کہ مسلمان دجال کی فوج کے محاصرے میں ہوں گے نماز فجر کے وقت یکایک عیسیٰ علیہ السلام کا نزول ہوگا' اس وقت کا آپ کا پورا حلیہ اور نقشہ بھی آپ نے بیان فرمادیا ہے۔ ایسے وقت میں جب ٹھیک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ نقشہ کے مطابق وہ نازل ہوں گے تو ان کو بالبداہت اسی طرح پہچان لیا جائے گا جس طرح اپنا جان پہچانا آدمی سفر سے واپس آئے تو اس کے پہچاننے میں دقت نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ کسی حدیث میں یہ نہیں آتا کہ وہ نازل ہونے کے بعد اپنی مسیحیت کے اشتہار چھپوائیں گے' یا لوگوں سے اس موضوع پر مباحثے اور مباہلے کرتے پھریں گے۔

(ب) لگے ہاتھوں مولوی صاحب اس رسالہ میں یہ بھی بتادیتے تو مسلمانوں پر احسان ہوتا کہ ان کی (یعنی مسیح موعود کی) سانس مومن مسلمان اور کافر میں کیوں کر امتیاز کرے گی' کیونکہ بقول مولوی صاحب ان کی سانس نے صرف کافروں کو ڈھیر کرنا ہے۔ نظر ہر انسان کی بشرطیکہ کسی خاص بیماری کا شکار نہ ہو تو لامحدود اور ناقابل پیمائش فاصلوں تک جاسکتی ہے اور جاتی ہے تو کیا مسیح موعود اپنی نظروں سے ہی اتنی تباہی مچادے گا؟

جواب: جس طرح مقناطیس لوہے اور سونے میں امتیاز کرتا ہے۔

(ج) اور اگر یہ سب ممکن ہوگا تو پھر دجال سے لڑنے کے لئے آٹھ سو مرد اور چار سو عورتیں کیوں جمع ہوں گی؟ (ملاحظہ ہو ص ۱۹ علامت ۷۱)

جواب: دجال کا لشکر پہلے سے جمع ہوگا' اور دم عیسوی سے ہلاک ہوگا' جو کافر کسی چیز کی اوٹ میں پناہ لیں گے وہ مسلمانوں کے ہاتھ قتل ہوں گے۔

(د) اور یاجوج ماجوج کو ہلاک کرنے کیلئے بددعا کی ضرورت کیوں پیش آئے گی (ملاحظہ ص ۳۱ علامت ۱۴۲) کیا مسیح موعود کی ہلاکت خیز نظر یاجوج ماجوج کو کافر نہ جان کر چھوڑ دے گی کیونکہ جیسا پہلے بتایا جاچکا ہے کہ کافر تو نہیں بچ سکے گا' شاید اسی لئے آخری حربہ کے طور پر بددعا کی جائے گی؟

جواب: یہ کہیں نہیں فرمایا گیا کہ دم عیسوی کی یہ تاثیر ہمیشہ رہے گی' بوقت نزول یہ تاثیر ہوگی' اور یاجوج و ماجوج کا قصہ بعد کا ہے' اس لئے دم عیسوی سے ان کا ہلاک ہونا ضروری نہیں۔

(ہ) اگر مسیح ابن مریم اور مسیح موعود ایک ہی وجود کا نام ہے (اور محض دوبارہ نزول کے بعد مسیح بن مریم نے ہی مسیح موعود کہلانا ہے) اور اس نے نازل ہوکر خود بھی قرآن و حدیث پر عمل کرانا ہے اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر چلانا ہے (ملاحظہ ہو ص ۲۲' علامت ۹۹) تو بقول مولوی صاحب جب عیسیٰؑ کا آسمان پر زندہ اٹھایا جانا وہ اس آیت سے ثابت کرتے ہیں (انی متوفیک ورافعک الی ص ۱۹ علامت ۷۹) تو کیا مولوی صاحب بتائیں گے کہ کیا یہ آیت قرآن مجید میں قیامت تک نہیں رہے گی اور اس کا مطلب و مفہوم عربی زبان اور الٰہی منشاء کے مطابق وہی نہیں رہے گا جو اب تک مولوی صاحب کی سمجھ میں آیا ہے اور اگر ایسا ہی ہے تو نزول کے وقت بھی تو یہ آیت یہی اعلان کررہی ہوگی کہ عیسیٰ بن مریم کو آسمان پر اٹھالیا' اٹھالیا تو پھر واپسی کیلئے کیا یہ آیت منسوخ ہوجائے گی' یا

عیسیٰ' اسے خود ہی منسوخ قرار دے کر اپنے لئے راستہ صاف کرلیں گے کیونکہ قرآن مجید میں تو کہیں ذکر نہیں کہ کوئی بھی آیت کبھی بھی منسوخ ہوگی۔ لہٰذا یہ آیت عیسیٰؑ کی واپسی کا راستہ قیامت تک روکے رکھے گی۔ اور یہ وعدہ تو اللہ تعالیٰ نے خود کیا ہے اور مولوی صاحب خود بھی جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "یہ ذکر ہم نے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے" لہٰذا کسے حق حاصل ہے کہ اس میں یعنی اس کے متن میں کوئی ردوبدل کرسکے؟

جواب: یہ آیت تو ایک واقعہ کی حکایت ہے اور اسی حکایت کی حیثیت سے اب بھی غیر منسوخ ہے' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد بھی غیر منسوخ رہے گی۔ جیسا کہ **انی جاعل فی الارض خلیفہ** اور **واذا قلنا للملائکۃ اسجدوا لآدم** وغیرہ بے شمار آیات ہیں۔

سائل بے چارا یہ بھی نہیں جانتا کہ نسخ امرونہی میں ہوتا ہے' اور یہ آیت امرونہی کے باب سے نہیں بلکہ خبر ہے اور خبر منسوخ نہیں ہوا کرتی۔

(د) مولوی صاحب نے کہیں بھی یہ بات وضاحت سے نہیں بیان فرمائی کہ قرآن مجید میں اگر عیسیٰؑ کے آسمان پر جانے کا جیسے ذکر موجود ہے تو کہیں اسی وجود کے واپس آنے کا ذکر بھی واضح اور غیر مبہم طور پر موجود ہے؟

جواب: وضاحت کی ہے' مگر اس کے سمجھنے کے لئے علم و عقل اور بصیرت و ایمان درکار ہے۔ دیکھئے علامت ۵۷ جس میں حدیث نمبر ۱ کا حوالہ دیا گیا ہے' اور اس میں قرآن مجید کی آیت موجود ہے۔ مزید تفصیل کے لئے دیکھئے اصل کتاب میں حدیث نمبر ۶۷ تا ۸۵

۳۔ سوال: یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر کسی طور پر یہ منوا بھی لیا جائے کہ مسیح موعود کا نام عیسیٰ بن مریم بھی ہوگا تو بھی یہ کیسے منوایا جائے کہ اس وقت یہ نام صفاتی نہیں ہوگا بلکہ عیسیٰ بن مریم ہونے کی وجہ سے یقینی طور پر یہ وجود وہی ہوگا جو کبھی مریمؑ کے گھر بغیر باپ کے پیدا ہوا تھا.....وغیرہ.....وغیرہ' بلکہ مولوی صاحب اپنے رسالہ میں خود ہی تسلیم کرتے ہیں کہ کبھی کبھی معروف نام استعمال تو ہوجاتا ہے لیکن ذات وہ مراد نہیں ہوتی جس کی وجہ سے وہ نام مشہور ہوا ہو۔ مثلاً" ملاحظہ فرمائیں ص ۱۱ علامت ۱۰ جہاں مولوی صاحب مسیح موعود کے خاندان کی تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ "آپ کے ماموں ہارون ہیں" (**یااخت ھرون**) لیکن مولوی صاحب فوراً" ہی چونک اٹھتے ہیں اور "ہارون" پر حاشیہ جماتے ہیں (ملاحظہ ہو حاشیہ زیر ص ۱۱) "ہارون سے اس جگہ ہارون نبیؑ مراد نہیں کیونکہ وہ تو مریمؑ سے بہت پہلے گزر چکے تھے بلکہ ان کے نام پر حضرت مریمؑ کے بھائی کا نام ہارون رکھا گیا تھا...." تو جیسے یہاں مولوی صاحب کو "ہارون" کی فوراً" تاویل کرنا پڑی تاکہ الجھن دور ہو تو کیوں نہ جب مسیح موعود کو عیسیٰ بن مریم بھی کہا جائے تو اسے بھی صفاتی نام سمجھ کر تاویل کرلی جائے اور جسمانی طور پر پہلے والا عیسیٰ بن مریم مراد نہ لیا جائے کیونکہ ابھی ابھی بتایا جاچکا ہے کہ مولوی صاحب کے اپنے حوالہ کے مطابق بھی مسیح بن مریم کے اٹھائے جانے کے بعد اس کا واپس آنا ممکن نہیں کیونکہ کوئی آیت منسوخ نہیں ہوگی اور **رافعک الی** والی آیت اوپر ہی اٹھائے رکھے گی' لوٹ آنے کی اجازت نہیں دے گی۔

جواب: عیسیٰ بن مریمؑ ذاتی نام ہے' اس کو دنیا کے کسی عقلمند نے بھی "صفاتی نام" نہیں کہا۔ یہ بات وہی مراقی شخص کہہ سکتا ہے جو بارلیش و بروت اس بات کا مدعی ہو کہ "وہ عورت بن گیا' خدا نے اس پر قوت رجولیت کا مظاہرہ کیا" "وہ مریمی صفت میں نشوونما پاتا رہا' پھر وہ یکایک حاملہ ہوگیا' اسے دردزہ ہوا' وضع حمل کے آثار نمودار ہوئے' اس نے عیسیٰ کو جنا' اس طرح وہ عیسیٰ بن مریم بن گیا۔" انبیاء کرام علیہم السلام کے علوم میں اس "مراق" اور "ذیابیطس کے اثر" کی کوئی گنجائش نہیں۔

ہارون' حضرت مریمؑ کے بھائی کا ذاتی نام تھا۔ یہ کس احمق نے کہا کہ وہ صفاتی نام تھا؟ اور خاندان کے بڑے بزرگ کے نام پر کسی بچے کا نام رکھدیا جائے تو کیا دنیا کے عقلاء اس کو "صفاتی نام" کہا کرتے ہیں؟ غالباً" سائل کو یہی علم نہیں کہ ذاتی نام کیا ہوتا ہے اور صفاتی نام کسے کہتے ہیں ورنہ وہ حضرت مریمؑ کے بھائی کے نام کو "صفاتی نام" کہہ کر اپنی فہم و ذکاوت کا نمونہ پیش نہ کرتا۔ ہارون اگر "صفاتی نام" ہے تو کیا معترض یہ بتاسکے گا کہ ان کا ذاتی نام کیا تھا؟

۴۔ سوال: اس رسالہ میں جابجا تناقض ہے مثلاً" ملاحظہ فرمائیں ص ۱۸ اور ۱۹ علامت ۷۰ تا ۷۶ "بوقت نزول عیسیٰؑ یہ لوگ نماز کے لئے صفیں درست کرتے ہوئے ہوں گے' اس جماعت کے امام اس وقت حضرت مہدی ہوں گے۔ حضرت مہدی عیسیٰؑ کو امامت کے لئے بلائیں گے اور وہ انکار کریں گے' جب حضرت مہدیؑ پیچھے ہٹنے لگیں گے تو عیسیٰؑ ان کی پشت پر ہاتھ رکھ کر انہیں کو امام بنائیں گے' پھر حضرت مہدیؑ نماز پڑھائیں گے۔" ان سب باتوں سے واضح ہوجاتا ہے کہ مولوی صاحب یہ منوانا چاہتے ہیں کہ امام' مہدیؑ ہوں گے۔ چلو یہ بات مولوی صاحب کی تسلیم کرلی جائے تو پھر مولوی صاحب خود ہی بعد میں ص ۲۲ علامت ۹۳ میں فرماتے ہیں کہ "حضرت عیسیٰؑ لوگوں کی امامت کریں گے" یعنی اب امام حضرت عیسیٰؑ کو بنایا اور بتایا گیا ہے۔ اب مولوی صاحب ہی بتائیں کہ ان کے رسالہ میں صحیح اور غلط کی پہچان کیسے ہوسکتی ہے یا سچ کو جھوٹ سے علیحدہ کیسے کیا

جائے؟

جواب: پہلی نماز میں امام مہدی امامت کریں گے اور بعد کی نمازوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام' تناقض کیسے ہوا؟

(ب) یا پھر ایک ضمنی سوال یوں پیدا ہوتا ہے کہ جیسے عیسیٰؑ اور مسیح موعود مولوی صاحب کی تحقیق کے مطابق ایک ہی جسمانی وجود کا نام ہے تو کیا کہیں مولوی صاحب مسیح موعود اور مہدیؓ کو بھی ایک ہی تو نہیں سمجھتے اور اب بات یوں بنے گی کہ وہی عیسیٰؑ ہیں' وہی مسیح موعودؑ ہیں اور وہی مہدیؓ ہیں یا کم از کم مولوی صاحب کی تحقیق اور منطق تو یہی پکار رہی ہے؟

جواب: جی نہیں! عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی رضی اللہ عنہ کو ایک ہی شخصیت ماننا ایسے شخص کا کام ہے جس کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ ہو۔ احادیث متواترہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں کی الگ الگ علامات اور الگ الگ کارنامے ذکر فرمائے ہیں۔

(ج) اور مزید ایک ضمنی لیکن مضحکہ خیز سوال مولوی صاحب کی اپنی تحریر سے یوں اٹھتا ہے کہ وہ فرماتے ہیں "پھر حضرت مہدیؓ نماز پڑھائیں گے" ملاحظہ ہو ص ۱۹ علامت ۶۷ یہاں مولوی صاحب نے مہدیؓ لکھا ہے اور ایسا ہی کئی جگہوں پر مہدیؓ لکھا ہے۔ سب صاحب علم جانتے ہیں کہ (ؓ) اختصار ہے رضی اللہ عنہ کا۔ مطلب آسان ہے اور عموماً" یہ ان لوگوں کے نام کے ساتھ عزت اور احترام کے لئے استعمال ہوتا ہے جو فوت ہو چکے ہوں' دنیا سے گزر چکے ہوں اور حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں شامل ہوں یا ویسا روحانی درجہ رکھتے ہوں...... ابھی مسیح موعود آئے بھی نہیں اور بقول مولوی صاحب مہدی رضی اللہ عنہ بھی ہو چکے' تو کیا نماز پڑھانے کے لئے مہدی صاحب بھی دوبارہ زندہ ہو کر دنیا میں واپس آئیں گے؟

جواب: یہ سوال' جیسا کہ سائل نے بے اختیار اعتراف کیا ہے' واقعی مضحکہ خیز ہے۔ قرآن کریم نے **السابقون الاولون من المهاجرين والانصار** اور ان کے تمام متبعین کو "رضی اللہ عنہم" کہا ہے جو قیامت تک آئیں گے۔ شاید سائل' پنڈت دیانند کی طرح خدا پر بھی یہ مضحکہ خیز سوال جڑ دے گا۔ امام ربانی مجدد الف ثانیؒ نے بھی مکتوبات شریفہ میں حضرت مہدی کو رضی اللہ عنہ کہا ہے۔ معترض نے یہ مسئلہ کس کتاب میں پڑھا ہے کہ صرف فوت شدہ حضرات ہی کو رضی اللہ عنہ کہہ سکتے ہیں۔

(د) یا وہ بھی بقول مولوی صاحب حضرت عیسیٰ کی طرح کہیں زندہ موجود ہیں (آسمان پر یا کہیں اور) اور مسیح موعود کے آتے ہی آموجود ہوں گے اور امامت سنبھال لیں گے؟

جواب: ارشادات نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پیدا ہوں گے۔

(ہ) کیا اس کی بھی کوئی سند قرآن مجید میں موجود ہے اور کیا ہے؟

جواب: جی ہاں! ارشاد نبوت یہی ہے' اور قرآنی سند **ما اتاکم الرسول فخذوہ**' جس کو غلام احمد قادیانی نے بھی قرآنی سند کے طور پر پیش کیا ہے۔

(و) مزید سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مہدی نماز پڑھاتے ہی کہاں چلے جائیں گے کیونکہ بعد میں تو جو کچھ بھی کرنا کرانا ہے وہ مسیح موعود ہی کی ذمہ داری مولوی صاحب نے پورے رسالہ میں خود ہی بیان فرمائی اور قرار دی ہے۔ محض ایک نماز کی امامت اور وہ بھی ایک جماعت کی جو ۸۰۰ مردوں اور ۴۰۰ عورتوں پر مشتمل ہو گی (ملاحظہ ہو ص ۱۹ علامت ۶۷)

جواب: حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی تشریف آوری کے بعد (جب حضرت مہدی رضی اللہ عنہ پہلی نماز کی امامت کر چلیں گے) حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کا امام کی حیثیت سے مشن پورا ہو چکا ہو گا۔ اور امامت و قیادت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں آجائے گی' تب حضرت مہدی کی حیثیت آپ کے اعوان و انصار کی ہو گی۔ اور کچھ ہی عرصہ بعد ان کی وفات بھی ہو جائے گی (مشکوۃ ص ۴۷۱) پس جس طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دیگر اعوان و انصار اور مخصوص رفقاء کے تذکرہ کی ضرورت نہ تھی' اسی طرح حضرت مہدی رضی اللہ عنہ کے تذکرے کی بھی حاجت نہ رہی' کیا اتنی موٹی بات بھی کسی عاقل کے لئے ناقابل فہم ہے؟

**بقیہ:۔ رفیق نبوت خلیفہ اول سیدنا صدیق اکبرؓ**

مدینہ منورہ روانہ کیا۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے دریافت فرمایا کہ مسیلمہ کے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے جواب دیا ہم بھی وہی کہتے ہیں جو ہمارے پیغمبر مسیلمہ نے کہا ہے۔ اس موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر قاصد کا قتل کرنا جائز ہوتا تو میں تم دونوں کی گردن مار دیتا۔ اس دن سے دنیا میں یہ اصول مسلم اور زبان زد خاص و عام ہو گیا کہ قاصد کا قتل جائز نہیں۔

**بقیہ:۔ چھ بنیادی باتیں**

کہلا سکتا۔

۶۔ ختم نبوت کا صرف ایک نام ہی نہیں بلکہ ایک کام بھی ہے اگر یہ کام کیا جائے تو جھوٹی نبوت کے نئے دعویدار اپنی موت آپ مرجائیں گے' کام دیکھ کر دنیا خود کہے گی کہ یہ آخری نبی کی آخری امت ہے اس لئے ہمیں چاہئے کہ ہم صرف ختم نبوت زندہ باد کے نعرے پر اکتفا نہ کریں بلکہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رکن بن کر زیادہ سے زیادہ کام کریں۔

# نبوت کی تکمیل و اتمام

مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مسئلہ کبھی شک و تردد کا مسئلہ نہیں رہا۔ کوئی محض شہرت اور جھوٹی عزت کے حصول کے لئے اس میں شبہ ڈالے تو کبھی کبھی چند کم سمجھ لوگ اور وہ لوگ جن کے ذہن تضاد کا شکار رہتے ہیں اور جو اپنے دماغ کے الجھاؤ کے باعث سیدھی بات سمجھنے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہ ایسے غیر حقیقت پسندانہ دعویٰ کو مان لیتے ہیں جو کہ کوئی شاطر آدمی یا الجھے ذہن کا شخص کردیا کرتا ہے۔

انسانی تاریخ بتاتی ہے کہ تاریخ میں سچے نبیوں کی نقل میں جھوٹے نبی بھی آتے رہے ہیں اور وہ سیدھے سادے عوام کو دھوکے میں ڈالنے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔ لیکن جھوٹی اور غیر منطقی بات زیادہ نہیں چلتی ہے اور سطحی قسم کا فریب جلد کھلتا رہا ہے۔ چنانچہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسود عنسی' طلیحہ اور مسیلمہ کذاب ابھرے اور ناکام رہے۔ گزشتہ انبیاء کے زمانوں میں چونکہ خدا کو نبیوں کا سلسلہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تک چلانا تھا' اس لئے اس نے ختم نبوت کا فیصلہ آپ سے قبل نہیں سنایا' کیونکہ آپؐ کے زمانہ تک قوموں اور امتوں کے بدلتے ہوئے مزاجوں کے لحاظ سے شریعت اور دین میں جو ترمیم و اضافہ فرمایا جاتا تھا یہ ترمیم و اضافہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم کردیا گیا کیونکہ آپؐ کے زمانہ سے تاقیامت انسانی برادری کے مزاج میں کوئی خاص تبدیلی واقع نہ ہوگی' اس کو قرآن مجید میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ **الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا** "آج یعنی اب میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کردیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کردی اور اسلام میں نے تمہارے لئے بحیثیت دین پسند کیا۔"

دین مکمل ہوجانے کے بعد نئے نبی کی ضرورت ختم ہوگئی کیونکہ اب کوئی نئی بات بھیجی جانا نہ رہی' اب دین کو صرف پھیلانے اور عام کرنے کا کام رہ گیا تھا۔ جس کو علماء دین اور داعی حضرات بخوبی انجام دے سکتے ہیں اور انجام دے رہے ہیں۔ اور معمولی اور چھوٹی باتوں کے لئے ان کو اجتہاد کا حق بھی ملا ہوا ہے۔ نعمت کو پوری کردینے سے واضح ہوا کہ جو سلسلہ اور تسلسل نبیوں کے آتے رہنے کی نعمت کا تھا وہ تسلسل پورا ہوگیا اب نبیوں کے آتے رہنے کا سلسلہ نہ رہے گا چنانچہ قرآن مجید میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم قرار دیا گیا۔ خاتم' ختم کرنے والے کے معنی میں لیا جائے یا مہر کے معنی میں لیا جائے جو خط اور دستاویز کے ختم ہوجانے کی علامت ہوتی ہے۔ دونوں کا مطلب ایک ہی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کا سلسلہ ختم ہوگیا' آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے قبل انبیاء کے تسلسل کے زمانے میں ہر ایک نبی اپنے بعد کے نبی کی اطلاع دیتا تھا۔ چنانچہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اطلاع دی کہ **ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد** "میں بشارت دیتا ہوں ایک نبی کی جو میرے بعد آئے گا جس کا نام احمد ہے" یہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الفاظ برسول یعنی صرف ایک رسول کے ہیں اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اور نبی آنا ہوتا تو صرف ایک رسول کی بشارت نہ دیتے بلکہ رسولوں کا لفظ استعمال کرتے ہیں' لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آنے والا نہ تھا اس لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اور نہ خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی نبی کے آنے کی خبر دی بلکہ اس کے برعکس فرمایا **ولکن لا نبی بعدی** کہ "میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔" بہرحال عقل و نقل کے بکثرت دلائل ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوسکتا لیکن گمراہی میں مبتلا ہونے کے جہاں بہت سے میدان رہے ہیں وہاں نبوت کے جھوٹے دعوے کا بھی ایک میدان رہا ہے۔ البتہ گمراہی کے دوسرے میدان عقل کی بے راہ روی سے تعلق رکھتے ہیں لیکن جھوٹی نبوت کا میدان اسلام کے احکام سے اور مذہب کی ضرورت و تقاضے سے غافل رہنے اور آسانی سے دھوکا کھاجانے والوں کے ساتھ مخصوص رہا

باقی صفحہ۲۶ پر

قسط نمبر4

## یار غار' رفیق نبوت' محسن امت خلیفہ اول

# سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

مولانا نذیر احمد تونسوی

### منکرین زکوۃ کا فتنہ

دور صدیقی میں فتنہ ارتداد نے تین طریقوں سے اسلام اور مسلمانوں کے خلاف حملے شروع کئے' ایک گروپ جھوٹے مدعیان نبوت کے گرد جمع ہو کر مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہوا' دوسرے گروپ نے زکوۃ اور اسلام کے بعض دیگر احکامات کا انکار کرکے اسلام سے بغاوت کی اور حضرت صدیق اکبرؓ کی اطاعت سے انکار کیا' تیسرے گروپ نے اسلام سے منحرف ہو کر اپنے سابقہ مذہب کو اختیار کرکے اسلامی حکومت کے خلاف علم بغاوت بلند کیا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے تینوں جماعتوں کے خلاف بیک وقت اعلان جہاد کیا' بعض صحابہ کرام کی رائے تھی کہ فی الحال منکرین زکوۃ کو مہلت دیکر ان کے خلاف جہاد نہ کیا جائے' بظاہر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں' دوسرے فتنوں سے نمٹ کر پھر ان سے مقابلہ کیا جائے' لیکن حضرت ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ خدا کی قسم! اگر کوئی زکوۃ کی مد میں بکری کا ایک بچہ دینے سے (جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا جاتا تھا) انکار کرے گا تو میں اس کے خلاف جہاد کروں گا۔ ایک موقع پر فرمایا واللہ! اگر وہ لوگ زکوۃ کے اونٹ کی ادنیٰ سی رسی (جس سے اونٹ کا گھٹنا باندھا جاتا ہے) کی ادائیگی سے انکار کریں گے تو بھی میں ان کے خلاف جہاد و قتال کروں گا کیونکہ زکوۃ بھی اسلام کے فرائض میں شامل ہے۔ ایک موقع پر فرمایا جو لوگ نماز اور زکوۃ میں فرق کریں گے میں ان سے ضرور لڑوں گا' اس کے بعد آپؓ تن تنہا تیار ہو کر جہاد کیلئے نکل کھڑے ہوئے۔ ایک موقع پر فرمایا ابوبکرؓ زندہ ہو اور دین میں کمی کی جائے ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ ایک موقع پر مسلمانوں کو مخاطب کرکے فرمایا' مسلمانو! تمہیں کیا ہوگیا ہے اسلام سے قبل تمہارے یہ حوصلے تھے کہ شیروں سے پنجہ لڑانے سے نہیں ڈرتے تھے اور اب جب کہ مسلمان ہوگئے ہو' اسلام کی نعمت مل گئی ہے' خوف اور ڈر سے پیچھے ہٹتے ہو۔ آج یہ لوگ کہتے ہیں زکوۃ نہیں دیں گے' کل کہیں گے نماز نہیں پڑھیں گے' پھر کہیں گے کہ گرمی کی شدت میں روزہ کیسے رکھیں؟ تم ڈرتے رہنا اور ان کی باتیں مانتے رہنا' جان کی قربانی اصول کی خاطر دی جاتی ہے' اقتدار اور جان کی خاطر اصول نہیں چھوڑے جاتے۔ ایسا ہرگز نہ ہوگا' ایسا ہرگز نہ ہونا چاہئے' میں اکیلا لڑوں گا۔ ایک موقع پر فرمایا کہ یہ کبھی ممکن نہیں کہ اسلام کا کوئی رکن توڑا جائے' شعائر اللہ کی توہین ہو' ملت مصطفویؐ کے چراغ ہدایت کو کفر کی آندھیاں گل کرنے کی سعی میں مصروف ہوں اور میں اسے گوارا کروں' کیا حامل وحی علیہ الصلوۃ والسلام کی رحلت کے بعد اسلام یتیم ہو کر کسم پرسی کی حالت میں مبتلا ہو جائے گا؟ کیا فریضہ الٰہی کی بے کسی دیکھ کر علم برداران ملت کی رگ حمیت میں جنبش نہ پیدا ہوگی؟ اس قسم کے خطبات کے بعد صحابہ کرامؓ نے عرض کیا امیرالمومنین! آپ بجا فرماتے ہیں اور "سمعنا و اطعنا" کہہ کر سب نے سر جھکا دیا۔ حضرت عمرؓ فرمایا کرتے تھے کہ خدائے قدوس نے امیرالمومنین حضرت ابوبکر صدیقؓ کو شرح صدر عطا فرمادیا تھا اور آپ کے دل میں نور صداقت کا ایک روزن کھل گیا تھا' اور حقیقت یہ ہے کہ اللہ رب العزت قیام حق کیلئے جن نفوس قدسیہ کو شرح صدر عطا فرما دیتے ہیں' پھر دنیا کی کوئی طاقت ان کے قلعہ استقامت کی مضبوط دیواروں کو متزلزل نہیں کرسکتی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا یہ عزم و ثبات دیکھ کر دوسرے صحابہ کرامؓ کے بھی حوصلے بڑھ گئے' بجھی ہوئی طبیعتوں میں ولولہ پیدا ہوا' اور ہمت و جرات نے گویا سنبھالا لیا۔ صدیق اکبرؓ کے عزم و استقلال کے سامنے منکرین زکوۃ نہ ٹھہرسکے' مسلمانوں نے چند ہی دنوں میں مانعین زکوۃ کے فتنے کو پیوند خاک کرکے اسلام کے خلاف اس بغاوت کو ختم کیا اور دوبارہ ان علاقوں میں پرچم اسلام بلند کرکے نظام اسلام کا نفاذ کیا۔

### جھوٹے مدعیان نبوت کا فتنہ

#### اسود عنسی

جھوٹے مدعیان نبوت کے خاتمہ کے سلسلہ میں پہلی خوشخبری حضرت ابوبکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانی اس وقت سن لی تھی' جب حضرت جبرئیل علیہ السلام نے آکر آنحضرتؐ کو اطلاع دی کہ آپ کے فرستادہ حضرت فیروز دیلمیؓ نے جھوٹے مدعی نبوت اسود عنسی کو جہنم رسید کردیا ہے۔ بعدازاں حضرت فیروزؓ نے خود مدینہ طیبہ آکر اس کی تصدیق بھی

کردی' اور اسود عنسی وہ بدنصیب تھا' جس نے علالت نبویؐ کی خبر پاتے ہی نفس امارہ کے تمام پجاریوں پر سبقت کرتے ہوئے ایمان و اسلام کو خیرباد کہہ دیا تھا' اور اس بدبخت نے نہ صرف نعمت ایمان سے ہجر و حرمان کو قبول کیا' بلکہ اس کی بوالہوسی نے خود ساختہ نبوت کا تاج بھی اس کے سر پر رکھ دیا تاکہ اس کی بربادی میں کوئی کسر باقی نہ رہے۔

## سجاح بنت حارث

جھوٹے مدعیان نبوت کے گروپ میں سجاح بنت حارث نامی ایک عورت کا نام بھی آتا ہے' سجاح مذہباً" عیسائی' نہایت فصیحہ و بلیغہ اور بلند حوصلہ عورت تھی۔ فن تقریر میں اسے ید طولیٰ حاصل تھا۔ اپنے زمانہ کی مشہور کاہنہ تھی اور اس پر مستزاد یہ کہ ابھی اس کے شباب کا عالم اور دل ربائی کا زمانہ تھا۔ جب سجاح نے اپنی ہونہار فطرت اور خوبیوں پر نظر کی اور دیکھا کہ مسیلمہ کذاب نے بستر پیری پر دعوائے نبوت کرکے اتنا عروج و اقتدار حاصل کرلیا ہے تو اسے بھی اپنے جوہر خداداد سے فائدہ اٹھا کر کچھ کرنے کا شوق چرایا غور و فکر کے بعد وہ مسیلمہ کذاب کی طرح نبوت کا کاروبار جاری کرنے پر غور کرنے لگی۔ جونہی سید العرب و العجم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خبر وفات سنی تو اپنے شیطانی منصوبے کو عملی جامہ پہنا کر نبوت اور وحی الہٰی کی دعویدار بن بیٹھی۔ سب سے قبل بنی تغلب نے اس کی خانہ ساز نبوت کو تسلیم کیا' اور اس قبیلے کا سردار جو عیسائی مذہب کا پیروکار تھا وہ عیسائیت چھوڑ کر سجاح پر ایمان لے آیا۔ سجاح کو جب تھوڑی سی قوت حاصل ہوئی تو اس نے اپنی خود ساختہ نبوت کی دعوت و تبلیغ کا سلسلہ شروع کردیا۔ چنانچہ مسجع عبارتوں میں خطوط لکھ لکھ کر تمام قبائل عرب کو اپنے کیش جدید کی دعوت دی۔ جس کی وجہ سے صدہا عرب نعمت اسلام سے محروم ہو کر ہاویہ جہالت و بادیہ ضلالت میں سرگرداں ہونے لگے۔ دیکھتے ہی دیکھتے سجاح کے جھنڈے تلے ایک لشکر جرار جمع ہوگیا۔ جن کی اکثریت عرب کے اوباش نوجوانوں پر مشتمل تھی جن کو سجاح اپنے حسن و جمال اور عشق و محبت کے جال میں گرفتار کرکے لائی تھی' اور اب وہ اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی اسلام کا (معاذاللہ) قلع قمع کرنے کی تدبیریں سوچنے لگی اور مدینہ طیبہ پر حملہ کرنے کیلئے روانہ ہوئی' راستے میں اس کی ملاقات قبیلہ بنی تمیم کے سردار مالک بن نویرہ سے ہوئی جو مرتد ہوچکا تھا' بنی تمیم میں پہلے ہی سے اختلاف تھا' اور سجاح کے خروج نے جلتی پر تیل کا کام کیا' مالک بن نویرہ نے سجاح سے مصالحت کرلی' اسے مدینہ طیبہ پر لشکر کشی کرنے سے روکا' اور کہا کہ آپ سردست مسلمانوں سے کسی طرح عہدہ برا نہیں ہوسکتیں' اس لئے سجاح نے مسلمانوں سے الجھنے سے بیشتر عربوں کو باہم لڑانے اور غیر مسلم اعداء سے نبٹنے کی ٹھان لی۔ چنانچہ مالک بن نویرہ کے مشورہ سے اس نے بنی تمیم پر حملہ کردیا' اور بنی تمیم کو شکست دی' یہاں سے فراغتؑ کے بعد سجاح پھر مدینہ طیبہ پر حملہ آور ہونے کیلئے لشکر لیکر روانہ ہوئی جب نباج کے مقام پر پہنچی تو مسلمانوں کے ایک لشکر سے شکست کھا کر اسے ناکام واپس لوٹنا پڑا۔ بعد ازاں ایک رات انتہائی مسجع عبارت تیار کرکے صبح کے وقت اپنے فوجی افسروں اور سرداروں کو سنا کر کہنے لگی کہ اب میں وحی الہٰی کے باعث یمامہ پر حملہ کرنا چاہتی ہوں' یمامہ وہ جگہ تھی جہاں جھوٹا مدعی نبوت مسیلمہ کذاب "انا غیری" کا نعرہ لگا رہا تھا۔ سجاح فوج کثیر کے ساتھ ارض یمامہ کی طرف روانہ ہوئی۔ ادھر امیرالمومنین خلیفہ اول سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اسلام کے مشہور جرنیل حضرت خالد بن ولیدؓ کو ایک لشکر جرار کے ساتھ سجاح کی سرکوبی کیلئے روانہ فرمایا۔ حضرت خالدؓ جب لشکر اسلام لیکر آگے بڑھے تو خبر ملی کہ اسلام کے دو مشترکہ دشمن باہم نبرد آزما ہونے کی تیاریوں میں مصروف ہیں۔ حضرت خالدؓ لشکر اسلام کو لیکر وہاں سے پیچھے ہٹ کر حالات کا انتظار کرنے لگے۔ جب یمامہ کے مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کو سجاح کے دعوائے نبوت اور لشکر سمیت سر پر آپہنچنے کی اطلاع ملی تو مسیلمہ کذاب کی کشتی خاطر دریائے اضطراب میں ہچکولے کھانے لگی۔ مسیلمہ کذاب نے آج کل کی یورپین اقوام کی طرح حرب و پیکار کے بجائے مکاری و عیاری سے کام لیتے ہوئے مذاکرات اور سجاح سے دوستی کرکے اسے رام کرنے کو ترجیح دی' چنانچہ انتہائی منصوبہ بندی کے ساتھ سجاح سے تنہائی میں ملاقاتیں اور حیا سوز باتیں کرکے اس عورت ذات کو عشق و محبت کے جال میں پھنسا کر مذاکرات کے درمیان ہی دونوں نے میاں بیوی راضی کیا کرے گا قاضی کے مشہور مقولہ پر عمل کرتے ہوئے' باہمی رضامندی سے چٹ منگنی پٹ بیاہ والی مثل پوری کر دکھائی اور بغیر کسی کو اطلاع کئے اندر ہی اندر باہم عقد کرلیا۔ باہر دونوں کے پیروکار انجام ملاقات معلوم کرنے کیلئے چشم براہ اور گوش بر آواز بنے ہوئے تھے اور خوش اعتقاد امتی یہ گمان کر رہے تھے کہ ہر مسئلہ پر بہت کچھ ردو قدح اور بحث و اختلاف کے تصفیہ کیلئے وحی خداوندی کا انتظار ہو رہا ہوگا' مگر یہاں تو دونوں پر بشوق دولہا دلہن' بساط نشاط اور سریر طرب پر بیٹھے بہار کامرانی کے مزے لوٹ رہے تھے' اور شوق وصال اس قدر بڑھا ہوا تھا کہ انہوں نے تین دن تک باہر نکلنے کا نام تک نہ لیا' خصوصاً" مسیلمہ کذاب کی بلندی طالع کا کیا کہنا کہ آفتاب حیات کے لب بام پر بھی سجاح جیسی ہم پایہ محبوبہ گلفدار کی دولت

وصل میسر آئی۔ جس نے اس پیر فرتوت کے مردہ دل کو حیات تازہ بخش دی' اور اس نیرنگ ساز کی قدرت کے کرشمے دیکھو' جس نے دشمن خونخوار کو مہمان دلنواز کی حیثیت سے پہلو میں لابٹھایا۔ تین دن کے بعد جب ارمان بھرے دلوں کی آرزوئیں پوری ہوگئیں اور سجاح اپنی نبوت کو خاک میں ملاکر اور کذاب یمامہ مسیلمہ سے شکست فاش کھاکر عرق انفعال میں ڈوبی اپنے لشکر میں واپس آئی تو اس کے پیروکار فوجی افسران نے' جن کے صبر کا پیمانہ لبریز ہوچکا تھا اپنی نبیہ کی صورت دیکھتے ہی پوچھا کہ مسیلمہ سے کیا ٹھہری؟ کہنے لگی وہ بھی نبی برحق ہے' میں نے اس کی نبوت کو تسلیم کرکے اس سے نکاح کرلیا ہے' کیونکہ تمہاری مرسلہ کو ایک مرسل کی اشد ضرورت تھی۔ انہوں نے حیرت زدہ ہوکر سوال کیا کہ حق مہر کیا قرار پایا؟ سجاح نے شرمگین نگاہیں نیچے کرکے نادم چہرہ زمین کی طرف جھکا دیا اور بڑی سادگی کے عالم میں کہا کہ میں مسیلمہ سے یہ بات پوچھنا تو بھول ہی گئی۔ انہوں نے بصد نیاز عرض کیا کہ حضور! بہتر ہے کہ آپ اسی وقت تشریف لے جاکر اپنے حق مہر کا تصفیہ کر آئیں' کیونکہ کوئی عورت حق مہر کے بغیر اپنے آپ کو کسی کی زوجیت میں نہیں دیتی۔ سجاح جو اپنا جوہر عصمت بے داموں بیچ چکی تھی' ان کے مجبور کرنے سے اسی وقت خجالت زدہ چلی' لیکن اس اثنا میں مسیلمہ نہایت عجلت کے ساتھ جائے مذاکرات و نکاح سے رخصت ہوکر اپنے قلعہ میں جاچکا تھا اور قلعہ کے دروازے بند کئے جاچکے تھے' وہ دل میں اس بات پر سہما ہوا تھا کہ مبادا سجاح کے پیروکار اس نکاح کو اپنی توہین خیال کرکے اس پر چڑھائی نہ کردیں۔ سجاح جب قلعہ پر پہنچی اور اطلاع کرائی تو مسیلمہ کو اس قدر خوف دامن گیر ہورہا تھا کہ اسے باہر آنے کی جرات نہ ہوئی چھت پر سامنے آکر کھڑا ہوا اور پوچھا کہ اب یہ آنا ہوا؟ سجاح نے کہا کہ مجھ سے نکاح تو ہوا مگر میرا حق مہر تو بتاؤ؟ مسیلمہ نے کہا کہ جاکر منادی کرادو کہ محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی طرف پانچ نمازیں لائے تھے' مومنو! رب العزت نے ان میں سے عشاء اور صبح کی دو نمازیں سجاح کے مہر میں معاف کردیں۔ سجاح یہ مہر پاکر واپس ہوئی تو اس کے پیروکار شرم و حیا کی وجہ سے بڑی کثرت کے ساتھ اس کو چھوڑنے لگے' مسیلمہ کذاب کی مکاری و عیاری سے شکست خوردہ سجاح جب یمامہ چھوڑ کر اپنے لاؤ لشکر سمیت واپس روانہ ہوئی تو سوءاتفاق سے حضرت خالد بن ولیدؓ اسلامی لشکر لئے ہوئے اس سے سرراہ ملاقی ہوئے' سجاح کی فوج اسلامی لشکر کو دیکھتے ہی بدحواس ہوکر بھاگی' اور خود سجاح جزیرہ میں جاکر مقیم ہوئی' حضرت خالد بن ولیدؓ اسلامی لشکر لیکر مسیلمہ کذاب کی سرکوبی کیلئے یمامہ پہنچے اور مسیلمہ کذاب کو جہنم رسید کیا۔

## مسیلمہ کذاب

اسلام کے قرون اول میں جن گم کردگان راہ نے خانہ ساز نبوت کا لباس فریب پہن کر خلق خدا کو خسران ابدی کی لعنت میں گرفتار کیا' ان میں مسیلمہ بن کبیر بن حبیب سب سے زیادہ کامیاب اور سربرآوردہ متنبی تھا۔ یہ شخص کذاب یمامہ کے لقب سے مشہور ہے' ابو ثمامہ اور ابو ہارون اس کی کنیتیں تھیں' مسیلمہ کذاب نے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد رحمت میں ایسے وقت میں نبوت کا دعویٰ کیا تھا' جبکہ اس کا سن سو سال سے بھی متجاوز تھا' وہ عمر میں حضرت خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم کے والد محترم حضرت عبداللہ سے بھی بڑا تھا۔ جناب عبداللہ کی ولادت سے قبل یہ شخص عام طور پر رحمان یمامہ کے نام سے مشہور تھا' یہی وجہ تھی کہ جب حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت پر قرآن نازل ہوا' اور قریش نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک زبان سے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم سنی تو قریش کا ایک آدمی بے ساختہ بول اٹھا کہ اس میں رحمان یمامہ کا ذکر ہے۔ جب فخر بنی آدم سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کا غلغلہ اطراف عالم میں بلند ہوا' اور اہل آفاق سرچشمہ نبوت سے سیراب ہونے کیلئے اکناف ملک سے امڈ آئے تو مسیلمہ نے بھی وفد بنی حنیفہ کی معیت میں آستانہ نبوی پر حاضری دی۔ تمام وفد نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ پر غیر مشروط بیعت کی' مگر مسیلمہ نے کہا کہ وہ اس شرط پر بیعت کرے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اسے اپنا خلیفہ اور جانشین مقرر فرمادیں۔ یہ شرط اور عرضداشت لغویت میں کچھ ایسی خفیف نہ تھی کہ مزاج اقدس پر گراں نہ گزرتی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو نظرانداز فرمادیتے' چنانچہ روایات میں آتا ہے کہ اس وقت آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھجور کی ایک ٹہنی رکھی تھی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے مسیلمہ! اگر تم امر خلافت میں مجھ سے یہ شاخ خرما بھی طلب کرو تو میں دینے کو ہرگز تیار نہیں۔ صحیح تر روایات سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے غیر مشروط بیعت نہیں کی تھی' بلکہ بیعت کو مشروط ٹھہرایا تھا' اور خلافت کی شرط سختی سے مسترد ہونے کے بعد بیعت ہی نہیں کی تھی' معلوم ہوتا ہے مسیلمہ کذاب منصب نبوت کو عطاء الہی کے بجائے ایک دنیاوی اعزاز سمجھتا تھا اور اس زعم فاسد کی بنا پر وہ متمنی تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسے نبوت میں شریک بنالیں گے لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس سخت اور فیصلہ کن جواب نے اس کے نخل آرزو کو بالکل خشک کردیا۔ جب مسیلمہ

دربار نبویؐ سے مایوس واپس لوٹا تو اس کے دل و دماغ میں از خود نبوت کی دکان کھول لینے کے خیالات موجزن ہوئے' وہ ذاتی وجاہت اور قابلیت کے لحاظ سے ابنائے وطن میں ممتاز اور طاقت لسانی' فصاحت و انشا پردازی میں اقران و اماثل میں ضرب المثل تھا' اور یہی وہ چیز تھی جو اسے ہر وقت حصول مقصد کا یقین دلارہی تھی۔ مدینہ منورہ سے وہ انہی خیالات کی پخت و پز کرتے ہوئے یمامہ گیا' اور وہاں پہنچ کر دعوائے نبوت کی ٹھان لی۔ جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی علالت کی اطلاع یمامہ پہنچی تو اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور کہا کہ میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک نبوت بنایا گیا ہوں' اور اپنی مکاری و عیاری سے اہل یمامہ کو یقین دلایا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی نبوت میں شریک کرلیا ہے۔ اب اس نے اپنی من گھڑت وحی اور الہام کے افسانے سنا سنا کر اپنی قوم بنو حنیفہ کو راہ حق سے منحرف کرنا شروع کردیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ بعض خوش اعتقاد لوگ جناب سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کے ساتھ اس کی نبوت کے بھی قائل ہوگئے۔ جب مسیلمی اغوا کوشیوں کی اطلاع مدینہ منورہ پہنچی تو رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ بنو حنیفہ کے ایک ممتاز رکن رحال بن عنفوہ کو' جو نہار کے نام سے مشہور تھا اور چند روز پیشتر ہی یمامہ سے ہجرت کرکے مدینہ طیبہ آیا تھا' اس غرض سے یمامہ روانہ فرمایا کہ وہ مسیلمہ کذاب کو سمجھا بجھا کر راہ راست پر لائے' مگر یہ شخص بنو حنیفہ کیلئے خیر مایہ فساد ثابت ہوا' اس نے یمامہ پہنچ کر الٹا مسیلمہ کا اثر قبول کرلیا' اور سید کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسیلمہ کذاب کی نبوت کا بھی اقرار کیا' اور اپنی قوم سے بیان کیا کہ خود جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کہ مسیلمہ نبوت میں میرا شریک ہے۔ بنو حنیفہ نے اس کی اس جھوٹی شہادت پر یقین کرکے مسیلمہ کی نبوت مان لی اور ساری قوم اس کے دام ارادت میں پھنس کر مرتد ہوگئی۔ اب مسیلمہ نے اپنی دکان خدع کو پوری سرگرمی سے چلانا شروع کیا اور یہ وہ وقت تھا جبکہ دجالی ارواح ہر طرف سے ہجوم کرکے مسیلمہ کذاب کے دل و دماغ پر مسلط ہوکر حکمرانی کرنے لگیں' اور اس کے باطن میں القائے شیطانی کا دریا موجیں مارنے لگا' مسیلمیت کی ترقی و اشاعت میں نہار (رحال بن عنفوہ) کا ہاتھ بہت کام کررہا تھا' اور اس جدید مسلک باطلہ کی نشرو توزیع میں اس کی وہی حیثیت تھی جو برصغیر کے اندر ماضی قریب میں انگریز کے خود کاشتہ پودے قادیانیت و مرزائیت کی ترقی میں حکیم نورالدین بھیروی کو حاصل تھی۔ چنانچہ نہار نے مسیلمہ کذاب کی بساط "نبوت" کو انجام کار ایسے اوج رفعت پر جا پہنچایا کہ اس سے قبل کسی دوسرے متنبی کا ہاتھ وہاں تک نہ پہنچ سکا تھا' یہی وجہ تھی کہ مسیلمہ اس کی حد سے زیادہ خاطر مدارت اور خوشامد کرتا تھا۔ بعض لوگ مسیلمہ کو کذاب یقین کرنے کے باوجود محض قومی عصبیت کی بنا پر اس کے پیرو ہوگئے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ طلیحہ نمری یمامہ گیا' اور مسیلمہ سے کہا تم نبی ہو؟ اس نے کہا ہاں' پوچھا تمہارے پاس کون آتا ہے؟ کہنے لگا رحمان' طلیحہ نے پوچھا روشنی کے وقت آتا ہے یا تاریکی میں؟ کہا تاریکی میں' طلیحہ بولا میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ تو کذاب ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم صادق ہیں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس انبیا سلف کی طرح دن کی روشنی میں وحی نازل ہوتی ہے تاہم میرے لئے ربیعہ کا جھوٹا نبی' قبیلہ قریش کے سچے نبی سے بہرحال عزیز و محبوب ہے' یہ طلیحہ مسیلمہ کے ساتھ جنگ عقربا میں بحالت کفر ہلاک ہوا۔ اس کے تھوڑے دن بعد بنو حنیفہ کا ایک وفد مدینہ منورہ آیا' ان لوگوں کو مسیلمہ کی تعریف و تقدیس میں بڑا غلو تھا' یہ لوگ اس کے اقوال کو لوگوں کے سامنے وحی آسمانی کی حیثیت سے پیش کررہے تھے' جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو وفد کی اس ماؤف ذہنیت کا حال معلوم ہوا' اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی سنا کہ بنو حنیفہ نے اسلام سے منحرف ہوکر مسیلمہ کا نیا طریقہ اختیار کرلیا ہے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہوکر ایک خطبہ ارشاد فرمایا جس میں حمد و ثنائے کے بعد فرمایا کہ مسیلمہ دجال اکبر سمیت ان تیس مشہور کذابوں میں سے ایک کذاب ہے جو ظاہر ہونے والے ہیں' اس دن سے مسلمان' مسیلمہ کو مسیلمہ کذاب کے نام سے یاد کرنے لگے۔ کسی نے بالکل سچ کہا ہے کہ "دروغ گورا حافظہ نباشد" اور علم النفس کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے کہ جو شخص ہمیشہ جھوٹ بولتا رہے' وہ آخر کار اپنے تئیں سچا سمجھنے لگتا ہے' اور یہ بات اس کے ذہن سے اتر جاتی ہے کہ یہ محض اس کا دماغی اختراع تھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ اصول مذکورہ کے تحت مسیلمہ کذاب بھی اپنے آپ کو رسول برحق حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت میں شریک سمجھنے لگا تھا' چنانچہ ایک دفعہ اس نے کمال جسارت و بے باکی کے ساتھ فخر انبیا خاتم الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خط لکھا جس کے الفاظ یہ تھے:

"مسیلمہ رسول اللہ کی طرف سے' محمد رسول اللہ کے نام' معلوم ہو کہ میں امر نبوت میں آپ کا شریک کار ہوں۔ عرب کی سرزمین نصف ہماری اور نصف قریش کی ہے' لیکن قریش کی قوم زیادتی اور بے انصافی کررہی ہے۔"

یہ خط اپنی قوم کے دو آدمیوں کے ہاتھ

باقی صفحہ 9 پر

# غزوہ خندق

حافظ محمد سعید اسعد

جنگ احد میں دشمن فتح کے شادیانے بجاتا چلا گیا' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے شہیدوں کے کفن دفن کا حکم دیا' فتح کی خوشی میں قریش کے گھروں میں گھی کے چراغ جلائے گئے اور مدینہ ماتم کدہ بن گیا' ابو سفیان پھر حملے کی جرات نہ کرسکا' مگر مسلمانوں کے خرمن امن میں آگ لگانے کی سعی کرتا رہا' وہ قریش کے چند معزز لوگوں کو ساتھ لیکر قبیلہ عفل و قارہ کے آدمیوں سے ملا اور انہیں یہ پٹی پڑھائی کہ مسلمانوں سے جاکر کہو کہ ہم سب مسلمان ہونا چاہتے ہیں' اس لئے چند معلم ہمارے ہمراہ کردیجئے' مسلمان ان کے دام فریب میں آگئے دس معلم عاصم بن ثابت کی سرداری میں ان کے ہمراہ کردیئے گئے' مشرکین انہیں جھانسہ دیتے ہوئے مقام رجیع تک لائے اور انہوں نے بنو عیان سے آدمیوں کو اشارہ کیا وہ دو سو آدمی لیکر بے گناہ مسلمانوں پر ٹوٹ پڑے جن میں سے آٹھ شہید اور دو گرفتار کیے گئے انہی دنوں میں قبیلہ کلاب کا رئیس ابو براء حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا' اس نے درخواست کی کہ چند آدمی ایسے میرے ساتھ بھیجیں جو میری قوم میں جاکر دعوت دین دیں' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تذبذب میں تھے' لیکن ابو براء مبلغین کا ضامن بنا' چنانچہ ستر انصار کا قافلہ اسلام کی اشاعت کے لئے نکلا' جب وہ لوگ بیر معونہ کے مقام پر پہنچے تو' انہوں نے ایک صحابی حرام رضی اللہ عنہ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خط دیکر سردار قبیلہ عامر کے پاس بھیجا اس نے حرامؓ کو شہید کیا اور قبائل میں آدمی دوڑائے' جلد ہی ایک بڑا لشکر جمع ہوا' اور بے خبری میں صحابہ پر ٹوٹ پڑا' اس حملے میں تمام صحابہ کرام تہ تیغ ہوئے۔ یہ واقعہ ۴ ہجری کا ہے' ان دونوں روح فرسا واقعات کی خبر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک ہی وقت میں پہنچی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صبر سے کام لیا ادھر مدینے میں یہود کی شرارت پسندی حد سے بڑھ گئی تھی' آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر راہ چلتے آوازیں کسنا ان کا معمول بن گیا۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ بنو قینقاع نے ایک مسلمان عورت کو بر سر بازار برہنہ کردیا' ایک مسلمان موقع پر پہنچا اور مفسد کا سر تن سے جدا کردیا۔ یہود نے مل کر مسلمان کی بوٹیاں اڑادیں اس کے بعد عام بلوہ ہوگیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی جنگ پر مجبور ہوئے۔ بنو قینقاع قلعہ بند ہوگئے بالآخر عبداللہ بن ابی کی وساطت سے انہوں نے ترک وطن کی اجازت چاہی' جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مرحمت فرمائی اور قینقاع شام چلے گئے۔

## غزوہ مریسیع ۵ ہجری

اس کے بعد بعض قبائل نے اسلام کے خلاف علیحدہ اقدام کیا اور منہ کی کھائی۔ اسی دوران میں بنی مصطلق کے رئیس حارث نے سر اٹھایا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ رضی اللہ عنہ کو ہتھیار باندھنے کا حکم دیا۔ مریسیع کے مقام پر معمولی حرب و ضرب کے بعد مشرکین کی جمعیت پسپا ہوگئی۔ حارث کی بیٹی گرفتار ہوئی' اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے شادی کی درخواست کی' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حارث اور بنی مصطلق کی' تالیف کے لئے یہ درخواست قبول فرمالی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سب اسیر رہا ہوئے اور ان میں سے اکثر اسلام لائے۔

## غزوہ خندق

بنو نضیر نے خیبر میں آباد ہوکر مسلمانوں کی بربادی کے مشورے کئے۔ انہوں نے اسلام کی ترقی سے خطرہ ظاہر کرکے قبائل کا تعصب برانگیختہ کیا۔ آخر بنو نضیر کا اٹھایا ہوا فتنہ بڑھ کر قیامت بننے لگا۔ تمام قبائل نے متحد ہوکر مسلمانوں کو کچلنے کی تیاریاں شروع کردیں' عاقبت اندیش پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ دوربین سے یہ طوفان پوشیدہ نہ رہ سکا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو جمع کرکے خطرے کی طرف اشارہ کیا' کفار کیل کانٹے سے لیس تھے' ان کی تعداد چوبیں ہزار تھی۔ ادھر مسلمان کل تین ہزار تھے' حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے عجمی طریقہ جنگ کے مطابق خندق کھود کر محفوظ ہونے کا مشورہ دیا تاکہ دشمن اگر پار اتر آئے تو زندہ نہ جائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا مشورہ پسند فرمایا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی تدبیر اسلام کی فتح کا ذریعہ بن گئی' مسلمانوں نے خندق کی کھدائی ختم ہی کی تھی کہ جنگ کا آغاز ہوگیا۔ مشرکین سے مسلمانوں کے اس اسلوب جنگ کا

جواب نہ بن آیا' ناچار محاصرہ کیا۔ وہ دور سے تیروں کا مینہ برسانے لگے' ادھر محاصرے کی شدت اور رسد کی قلت ستم ڈھارہی تھی' ادھر بنو قریظہ کا خطرہ تھا تاہم مسلمان صبر و استقلال سے خم ٹھونکے کھڑے تھے بنی قریظہ کی دست درازیوں کے احتمال سے عورتیں قلعے میں پہنچادی گئیں۔ مسلمان اللہ کے بھروسے ٹڈی دل قبائل کا مقابلہ کرنے اس جگہ جمع ہوگئے' جہاں سے خندق کا پاٹ کم تھا' یہی مقام حملے کا مرکز ٹھہرا۔ قبائل نے جان توڑ کوشش کی' مگر مجاہدین کی دلیری کے باعث وہ خندق عبور نہ کرسکے' پھر کسی طرح عام حملے میں ضرار' نجیبو' نوفل' عمرو بن عبدود خندق کے اس پار آگئے۔ نوے برس کا ہونے کے باوجود عمرو کا جسم لوہے کے سانچے میں ڈھلا ہوا تھا' اس نے دستور عرب کے مطابق مسلمانوں کو مقابلے کیلئے پکارا۔ مسلمانوں میں اس کے مقابلے کی فکر کا کون تھا؟ ہر طرف سناٹا چھاگیا' بلند عزم علی رضی اللہ عنہ جن کی بے پناہ تلوار سے کوئی بچ نہ سکا اٹھے' حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "علی یہ عمرو ہے" علی نے جواب دیا کہ میں جانتا ہوں" کسی کو امید نہ تھی کہ دست بدست لڑائی میں عمرو کے منہ آئے گا علی پیدل اور عمرو سوار' بہادر کی غیرت نے گوارا نہ کیا کہ وہ گھوڑے پر رہے' چنانچہ اتر کر زمین پر آگیا۔ بوڑھا اور جوان' دونوں ڈھال اور تلوار کے جوہر دکھانے لگے' نہ علی رضی اللہ عنہ آج تک ہارے تھے نہ عمرو کو کسی نے پچھاڑا تھا' ہر طرف خاموشی طاری تھی شہ زور بوڑھے نے اس بے جگری سے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر حملہ کیا کہ تلوار سپر سے ڈوب کر علی رضی اللہ عنہ کی پیشانی پر لگی' زخم گرچہ کاری نہ تھا' مگر خون کی دھار بہہ نکلی عالی ہمت علی رضی اللہ عنہ سراسیمہ نہ ہوئے' بلکہ زخمی شیر کی طرح جوابی حملہ کیا تلوار عمرو کا شانہ کاٹ کر نیچے اتری' عمرو اف کہہ کر گرا حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نعرہ تکبیر بلند کیا' مسلمان فتح کی خوشی میں اچھلے' کفار کے چہرے لٹک گئے' پھر دشمن کو خندق پار آنے کی ہمت نہ ہوئی۔ وہ محاصرے کو طول دینے کیلئے ڈیرے ڈال کر پڑ گئے' لیکن خدا کی مہربانی یہ ہوئی کہ ہوا کی تیزی نے طوفان کی صورت اختیار کرلی' خیمے اکھڑ گئے مشرکین کی فوج میں افراتفری مچ گئی' باردباراں میں دشمن کو غیبی ہاتھ چھپا دکھائی دیا۔

(باقی آئندہ)

## بقیہ:۔ نبوت کی تکمیل واتمام

ہے۔ چنانچہ غلام احمد قادیانی نے ہی نہیں بلکہ تاریخ میں متعدد اشخاص نے عوام کو بے وقوف بنانے کی کوشش کی۔ چند آدمیوں نے دھوکا بھی کھایا اور ان کو نبی مان لیا۔ لیکن بات زیادہ نہ چل سکی اور سب ناکام رہے' لیکن چونکہ غلام احمد قادیانی کو برطانوی حکومت کا سہارا حاصل رہا بلکہ اسی کے ایماء سے یہ کام کیا گیا اور برطانیہ کی حکومت زبردست وسائل اور اثر رکھنے والی تھی اور شاطرانہ چالوں سے بھی خوب واقف تھی' وہ اسلام کے صحیح عقیدے کو بگاڑ کر مسلمانوں کی اسلامی طاقت کو پارہ پارہ کرنا چاہتی تھی چنانچہ غلام احمد قادیانی کو ہوادی اور پشت پناہی کی' جس کی ایک دلیل تو یہ ہے کہ غلام احمد قادیانی نے برطانوی سامراج کی بڑی تعریفیں کی ہیں۔ اس کو اللہ کی رحمت و نعمت قرار دیا ہے اور اس کی مخالفت کو برا قرار دیا ہے حالانکہ اس حکومت نے مسلمانوں کو ہندوستان میں اور باہر کی دنیا میں بہت نقصان پہنچایا اور دشمنی کی' ہزاروں کو قتل کیا پھر وہ کافروں کی حکومت تھی' کیا کسی نبی کا یہ کام ہوسکتا ہے کہ وہ ایسی حکومت کی تعریف کرے؟

انگریزوں کی طرف سے غلام احمد قادیانی کی سرپرستی اور تائید خود برطانیہ میں محفوظ ایک دستاویز سے بھی ثابت ہوچکی ہے اور اب بھی یہ سلسلہ قائم ہے۔ برطانیہ اور مغرب و مشرق دونوں کی اسلام مخالف طاقتیں اس جھوٹی نبوت کی ترویج میں برابر سہارا دے رہی ہیں ان ہی کے سہارے اور مدد سے جھوٹی نبوت کا یہ فتنہ ابھی تک قائم ہے بلکہ اثر ڈال رہا ہے اور چونکہ ایک فتنہ بنا ہوا ہے اس لئے اس کو ختم کرنے کیلئے مسلمان علماء اور داعیوں کو زیادہ فکر و توجہ کی ضرورت پڑ رہی ہے اسکے لئے زیادہ دلائل کی ضرورت نہیں ہے صرف اس کی حقیقت اور دھوکا بازی سے لوگوں کو ٹھیک طریقہ سے واقف کرادیا جائے تو فتنہ خود ختم ہوجائے گا۔ علماء نے اس کے باطل ہونے کے سلسلے میں اپنے اپنے موقعوں پر وضاحت کی ہے اور آج کے زمانہ میں بھی وضاحتوں کی ضرورت ہے کیونکہ غیر مسلموں پر جو اسلام کی حقانیت سے واقف نہیں اور خود سادہ لوح کچھ مسلمانوں پر اس جھوٹی نبوت کا فریب اب چل جاتا ہے اور خاص طور پر ایسی صورت میں کہ قادیانی تحریک بڑی دولت اور وسائل کی مالک ہے اور وہ اپنے غیر مسلم ہمدرد طاقتوں کے سہارے جگہ جگہ لوگوں کو گمراہ کرنے کا جال پھیلاتی جارہی ہے لہٰذا علماء دین اور اہل غیرت مسلمانوں کا فرض ہے کہ خاتم النبیین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت و خاتمیت کے خلاف کی جانے والی سازشوں کا مقابلہ کریں۔

یہاں ایک بات ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے کہ قادیانی مبلغ جھوٹ سے بھی خوب کام لیتے ہیں اور موقع دیکھ کر اس بات سے انکار کردیتے ہیں کہ وہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کو نہیں مانتے۔ وہ یہ کہنے لگتے ہیں کہ غلام احمد آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت نبی تھے لہٰذا ان کے دھوکے کو سمجھنا چاہئے' ان وضاحتوں سے اس جھوٹی نبوت کو سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس فتنہ کو ختم فرمائے اور گمراہوں کو ہدایت کے نور سے منور فرمائے۔ (آمین)

محمد فرحان الدین رحمانی

# جہاد ایک عظیم عبادت

جہاد کے لغوی معنی ہیں مشقت اٹھانا اور طاقت سے زیادہ بوجھ لادنا۔ اصطلاح شریعت میں "جہاد" کا مفہوم ہے۔ کفار کے ساتھ لڑی جانے والی جنگ میں اپنی طاقت خرچ کرنا خواہ اپنی جان کو پیش کیا جائے یا اپنے مال کے ذریعہ مدد کی جائے اور خواہ اپنی عقل و تدبیر سے تعاون دیا جائے یا محض اسلامی لشکر میں شامل ہو کر اس کی نفری میں کثرت و اضافہ کیا جائے یا ان کے علاوہ کسی بھی طریقے سے دشمنان اسلام کے مقابلے میں اسلامی لشکر کی معاونت و حمایت کی جائے۔

جہاد کا نصب العین یہ ہے کہ دنیا میں ہمیشہ خدا کا بول بالا رہے' خدا کی سرزمین پر اس کا جھنڈا سربلند اور اس کے باغی (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے چیلوں) منکروں کا دعویٰ سرنگوں رہے۔

اسلام کے فرائض میں "جہاد" بھی شامل ہے کیونکہ قرآن حکیم میں بار بار اس کی طرف پرزور الفاظ میں متوجہ کیا گیا اور کہیں زور دے کر اس کا حکم دیا گیا۔ سورہ تحریم میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم جہاد کریں کفار و مشرکین سے اور سختی کریں ان پر اور ان کا ٹھکانہ جہنم ہے" اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی جہاد کی فضیلت میں بہت سارے ارشادات منقول ہیں اس سے زیادہ اور کیا فضیلت ہوگی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے' میری خواہش و تمنا تو یہی ہے کہ میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں' پھر زندہ کیا جاؤں' پھر مارا جاؤں ' پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر مارا جاؤں" (بخاری و مسلم)

اس ارشاد گرامی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پناہ جذبہ جہاد اور شوق شہادت کا اظہار ہوتا ہے' ایک جگہ خاتم النبیین حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اللہ کی راہ میں ایک دن کی چوکیداری دنیا سے اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔" (بخاری و مسلم)

مطلب یہ ہے کہ جہاد میں محض ایک دن کی چوکیداری کے عوض جو اجر ملے گا وہ دنیا اور دنیا کی چیزوں سے کہیں زیادہ بہتر اور افضل ہے۔ فضائل جہاد میں خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ روایت بھی ہے "ایک صبح کیلئے یا ایک شام کیلئے خدا کی راہ (شرکت جہاد کی غرض سے) جانا دنیا اور دنیا کی چیزوں سے بہتر ہے۔" (بخاری و مسلم)

جہاد کی فضیلت کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جس بندے کے پاؤں خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں گرد آلودہ ہو جاتے ہیں تو پھر اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھوتی" مطلب یہ ہے کہ جب جہاد کے راستے میں محض قدموں کا گرد آلودہ ہو جانا دوزخ کی آگ سے حفاظت کا ضامن ہے تو نفس جہاد کے ثواب اور اس شخص کی فضیلت کا کیا اندازہ لگایا جاسکتا ہے جو راہ جہاد کی مشقتیں برداشت کرتا ہوا میدان جنگ میں پہنچے اور جہاد میں شریک ہو۔

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عظیم عبادت میں جان کا نذرانہ پیش کرنے والوں کے لئے ارشاد فرمایا مفہوم:

"جو شخص خدا کی راہ (یعنی جہاد) میں زخمی کیا جاتا ہے تو وہ مجاہد قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے زخم سے خون بہتا ہوگا اور اس خون کا رنگ اور اس کی بو مشک کی خوشبو کی طرح ہوگی۔" دوسری جگہ ارشاد فرمایا "جنت میں داخل ہونے والا کوئی شخص بھی یہ پسند نہیں کرے گا کہ وہ دنیا میں واپس جائے مگر شہید یہ آرزو کرتا ہے کہ وہ دنیا میں واپس جائے اور دس بار خدا کی راہ میں شہید ہو کیونکہ وہ شہادت کی عظمت اور اس کے ثواب کو جانتا ہے" (بخاری و مسلم)

خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات سے ہمیں بخوبی جہاد کی فضیلت کا اندازہ ہو جاتا ہے۔ اور یہ بات بھی معلوم ہوتی ہے کہ جہاد ایک عظیم اور منافع بخش عبادت ہے' یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے "جہاد" کو ایک منافع بخش تجارت فرمایا یعنی ایسی منافع بخش تجارت جو ہمیں جہنم کے عذاب سے محفوظ

رکھے۔ یعنی جس طرح تجارت سے دنیا کا نفع حاصل ہوتا ہے اسی طرح اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنے سے جنت کی دائمی نعمتیں اور رضا خداوندی حاصل ہوتی ہے۔

جہاد کے اس عظیم مقصد (یعنی اللہ تعالیٰ کے کلمہ کی بلندی) کو سامنے رکھتے ہوئے خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جانثار صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے ارشاد فرمایا "مشرکین یعنی دشمنان اسلام سے تم اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی زبان سے جہاد کرو" مگر افسوس کہ آج قادیانیت کا ذہن اور عقائد رکھنے والے لوگ اس عظیم عبادت کے منکر ہیں۔

مسلمانوں کے دشمن یہود و نصاریٰ نے جب یہ دیکھا کہ مسلمان جب بھی صف باصف میدان جہاد میں اترتے ہیں اور نعرہ تکبیر لگا کر جب دشمن پر ٹوٹتے ہیں' تو دشمن اسلام کو ہمیشہ بدترین شکست کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ لہٰذا انہوں نے جہاد کے اس عظیم مقصد کو ختم کرنے کیلئے اور اس لئے کہ مسلمان جہاد جیسی اہم عبادت سے غافل ہو جائیں ایک جھوٹا نبی کھڑا کیا جس نے جہاں ختم نبوت کا انکار کیا' حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں گستاخی کی اور اس نبوت کے جھوٹے مدعی نے یہ بھی اعلان کیا کہ اب جہاد کوئی اہمیت نہیں رکھتا اور اب جہاد کا حکم منسوخ ہو گیا (نعوذباللہ)

لیکن الحمدللہ ہمارے اکابرین نے اور ختم نبوت کے عقیدہ کے عاشقوں نے جہاں اس ملعون جھوٹے نبی کے دعوؤں کا علمی و عقلی مکمل و مدلل جواب دیا وہاں جہاد کی اہمیت کو بھی واضح کیا' اور آج یہ فتنہ دم توڑ رہا ہے' مگر افسوس کی بات یہ ہے کہ آج ہماری صفوں میں ایسے بھی لوگ پائے جاتے ہیں جن کا چہرہ مسلمانوں جیسا' جن کا لباس' طور طریقہ' رہن سہن سب مسلمانوں جیسا' لیکن جب بات آتی ہے جہاد کی تو معلوم ہوتا کہ یہ مرزا قادیانی کے مقلد ہیں' اور ہر سطح پر جہاد کی مخالفت کرتے ہیں۔

میں ان لوگوں کو جو مرزا قادیانی کی پیروی کرتے ہوئے جہاد کی مخالفت کرتے ہیں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ جس عبادت کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے احادیث میں کردیا تو اب اس عبادت کو جھٹلانے والے کس منہ سے اپنے آپ کو مسلمان اور پکا مومن کہتے ہیں؟ یہ لوگ اصل میں قرآن کی اس آیت کو بھول گئے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "یہ لوگ حقیقت میں اپنے آپ کو دھوکہ دے رہے ہیں" یعنی جو شخص قرآن و حدیث کے صاف احکامات کو جھٹلائے یا اس کی اہمیت کا منکر ہو تو یہ حقیقت میں بہت بڑی گمراہی اور دھوکے میں ہیں۔

مختصر یہ ہے کہ ہم سب کو اس عظیم مقصد و عبادت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہئے' چاہے مال کے ذریعہ سے ہو یا اپنی جان کا نذرانہ پیش کرنا پڑے' کم سے کم اتنا کام تو کریں کہ اس عظیم عبادت کی حمایت کریں اور اس کی مخالفت سے توبہ کریں تاکہ ہم نبوت کے جھوٹے مدعی (مرزا غلام احمد) سے اپنی برات' اور نفرت کا اظہار کریں' اور خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا عملی نمونہ پیش کریں۔

○

# چھ بنیادی باتیں

**مولانا محمد حسین**

۱۔ ختم نبوت کے صرف لفظ کا اقرار کافی نہیں اس کی حقیقت کو تسلیم کرنا بھی ضروری ہے اگر کوئی طبقہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد پیدا ہونے والے کسی شخص کو معصوم واجب الاطاعت اور مامور من اللہ جیسی صفات نبوت سے متصف سمجھے تو امام الہند حضرت شاہ ولی اللہؒ ایسے لوگوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ درحقیقت ختم نبوت کے منکر ہیں خواہ زبان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم الانبیاء کہتے رہیں۔ (تفہیمات الٰہیہ)

۲۔ ختم نبوت جیسے قطعی اور بنیادی عقائد کی ایسی تشریح جو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین تابعین اور سلف صالحین کے اجماعی اور متواتر مفہوم کے خلاف ہو وہ علم و تحقیق اور تاویل نہیں بلکہ الحاد زندقہ اور تحریف ہے۔

۳۔ مقام نبوت وہبی ہے کسبی نہیں کہ ثمرہ عبادات اور صلہ ریاضات ہو اور ہر کس و ناکس مدعی ہو جائے نبوت انتخاب خداوندی منصب آسمانی اور خدا کے قرب و معرفت کا سب سے اعلیٰ درجہ ہے۔۔

ہر مدعی کے واسطے دار و رسن کہاں
یہ رتبہ بلند ملا جس کو مل ہی گیا

۴۔ یہ منصب نبوت تاقیام قیامت کسی نئے پیدا ہونے والے انسان کو ملنے والا نہیں۔

۵۔ لفظ وحی اصطلاح میں نبی کے ساتھ خاص ہے اور لفظ نبی منصب کے ساتھ مختص ہے اور منصب کا حصول اب شرعاً ناممکن ہے لہٰذا اب کوئی الہام القاء اور خواب و کشف وحی نہیں

باقی صفحہ ۹ پر

# تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماعات

بابو شفقت قریشی سہام

تبلیغی جماعت ایک ایسی جماعت کا نام ہے جس کا نہ کوئی دفتر ہے نہ اس کی ممبر شپ کیلئے کوئی فارم یا فیس جمع کرانے کی ضرورت ہے نہ کوئی بڑا یا چھوٹا عہدہ ہے' جس کیلئے انتخابات کرانے کی ضرورت ہے' نہ کثیر رقم سے ذرائع ابلاغ کے ذریعہ کسی پبلسٹی کی ضرورت پیش آتی ہے اور نہ ہی بڑے بڑے لاؤڈ اسپیکروں کے ذریعے تبلیغی پیغام دوسروں تک پہنچانے کا طریقہ رائج ہے۔ وہ کاوش جس کا آغاز مولانا محمد الیاس دہلویؒ کے والد بزرگوار مولانا محمد اسمٰعیلؒ نے نظام الدین اولیاءؒ کی مشہور بستی کی ایک چھوٹی سی مسجد سے کیا تھا وہ لوگوں کے دلوں میں گھر کرتی ہوئی ایک تحریک کی شکل اختیار کر چکی ہے' جس کے اثرات پوری دنیا کے کونے کونے میں دکھائی دیتے ہیں۔ نہ جانے اس میں کونسی مٹھاس اور شیرینی پائی جاتی ہے کہ جو ایک دفعہ دل سے اس طرف متوجہ ہو جائے تو پھر وہ گھربار اور کاروبار کی پروا کئے بغیر اللہ کی راہ میں چل نکلتا ہے۔ بے سکونی' بے اطمینانی اور بے راہ روی کے پر آشوب دور میں تبلیغی جماعت کے رضاکاروں نے جہاں امید' کامیابی اور نیا عزم پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے وہاں دعوت اور تبلیغ کے ذریعہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور سیرۃ طیبہ کی روشنی میں دین کی تبلیغ اور اسلامی اقدار کے تحفظ کیلئے سرگرم عمل بھی دکھائی دیتے ہیں۔ ایسے حالات میں کہ جب ایک طبقہ مغربیت کی بے نور مگر زرق و برق رنگینیوں کا دلدادہ ہو کر نام نہاد جدید تہذیب کا شیدائی نظر آتا ہے وہاں دوسرا طبقہ اللہ کی توحید و رسالت کی اشاعت اور خالق کائنات کی خوشنودی اور رضا جوئی کیلئے یہ عقیدہ پختہ کرنے پر کمربستہ دکھائی دیتا ہے کہ نہ اللہ کی خوشنودی کے بغیر دنیا کی بھلائی حاصل ہو سکتی ہے اور نہ آخرت میں کچھ حصہ مل سکتا ہے۔ دین کے راستے میں تکلیفیں اٹھانا آرام و آسائش کو چھوڑ کر اللہ کی بات کرنا اس جماعت کے رضاکاروں کا سب سے بڑا مقصد اور منشور ہے۔ طبیعت میں نرمی' قوت برداشت' زبان میں شیرینی' عاجزی' انکساری کسی کی دل آزاری نہ کرنا بحث و تنقید سے بچنا اور ہر قسم کی تنقید کو خندہ پیشانی سے برداشت کرنا اور صرف اپنے مقصد کو سامنے رکھنا ہر رضاکار کا طرہ امتیاز ہے۔

پورے سال کی کارکردگی کا جائزہ لینے کیلئے ہر سال رائے ونڈ میں سالانہ اجتماع ہوتا ہے' جس میں پوری دنیا سے مہمان شرکت کرتے ہیں رائے ونڈ کا مرکزی اجتماع عموماً" نومبر کے پہلے عشرے میں منعقد ہوتا ہے۔ اسی طرح کا ایک سالانہ تبلیغی اجتماع ستمبر کے آخری عشرے میں اسلام آباد میں بھی منعقد ہوتا ہے جس میں تبلیغی جماعتوں کے علاوہ ہزاروں فرزندان توحید شرکت کرکے بیان سنتے ہیں اور رضاکارانہ طور پر اپنے نام لکھواتے ہیں۔ رائے ونڈ کے سالانہ تبلیغی اجتماع کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ حج کے بعد مسلمانوں کا پوری دنیا میں یہ دوسرا سب سے بڑا اجتماع ہوتا ہے اس تبلیغی اجتماع میں لاکھوں افراد اندرون ملک اور بیرونی ممالک سے آکر شرکت کرتے ہیں اور اپنی جھولیاں خیروبرکت سے بھرتے ہیں۔ رائے ونڈ لاہور سے تقریباً" ۵۰ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک قصبہ ہے۔ اجتماع کی وجہ سے جس کو پوری دنیا میں شہرت حاصل ہوگئی ہے' شرکت کیلئے لوگ بائی روڈ' اسپیشل گاڑیوں اور ذاتی گاڑیوں کے ذریعہ آکر شرکت کرتے ہیں' جبکہ اس موقع پر اسپیشل ٹرینیں بھی رائے ونڈ تک پورے ملک سے چلائی جاتی ہیں رائے ونڈ کا اجتماع عارضی خیموں کا ایک شہر دکھائی دیتا ہے۔ اسلام آباد کا تبلیغی اجتماع کمپلیکس ہسپتال کے قریب واقع نیشنل پارک کے قریب منعقد ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی ملک کے دوسرے حصوں میں اجتماعات پروگرام کے مطابق منعقد ہوتے رہتے ہیں ان سب اجتماعات میں جو چیز مشترک ہے وہ یہ ہے کہ تمام انتظامات اور پورا نظم و نسق جماعت کے رضاکاروں کے ذمہ ہوتا ہے نہ کوئی لڑائی جھگڑا' نہ دنگا فساد' نہ پولیس کی پکڑ دھکڑ' نہ بحث نہ مباحثہ' نہ کسی کی دل آزادی' نہ کوئی سیاسی گفتگو ہر طرف امن و امان اور سکون کا ماحول دکھائی دیتا ہے' دن رات احکام الٰہی اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں جید علماء کرام گفتگو جسے عرف عام میں "بیان" کہتے ہیں کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ جس سے سامعین روحانی تسکین بھی حاصل کرتے ہیں اور زندگی کا آئندہ

لائحہ عمل بھی اختیار کرتے ہیں۔

تبلیغی جماعتیں دنیا کے کونے کونے، گلی گلی، میں دین اسلام کی ترویج میں دن رات مگن نظر آتی ہیں غیر مسلموں کو مسلمان بنانا راستے سے بھٹکے ہوئے مسلمانوں کو پیار و محبت کی زبان میں سیدھی راہ دکھانا اس جماعت کا اصل مشن ہے جس میں کامیابی کا ثبوت رضاکاروں کی بڑھتی ہوئی تعداد سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے۔ جماعتیں گویا چلتی پھرتی تربیت گاہیں ہیں جو خود چل کر لوگوں کے پاس جاتی ہیں، جماعت کا منشور خالصتاً" دینی نوعیت کا ہے جو چھ نکات کے اندر رہ کر لوگوں کے سامنے پیش کیا جاتا ہے۔ آسمانی علم و فضل کے درخشندہ ستارے اور شریعت کے جامع بزرگ مولانا محمد الیاسؒ نے محلے میں گشتوں سے اس سلسلے کو ۷۰ سال قبل شروع کیا اور دس سال کے عرصہ میں اس سلسلے کو حرمین شریفین تک پہنچادیا جہاں سے ساڑھے چودہ سو برس پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے تبلیغ دین کا سلسلہ شروع کیا تھا۔ مولاناؒ کے انتقال کے بعد ان کے فرزند مولانا محمد یوسفؒ اور ان کے معاونین جن میں مولانا محمد انعام الحسنؒ اور مولانا محمد عمر پالن پوریؒ شامل ہیں نے اس مشن کو بام عروج تک پہنچانے میں کوئی دقیقہ فرو گزاشت نہ کیا۔ الیاسی تحریک کے منشور کے مطابق اس جماعت کے ہر رضاکار کیلئے ضروری ہے کہ ہفتہ میں ایک دفعہ اپنے محلے میں گشت کرے، ایک مہینہ میں تین دن اور ایک سال میں چالیس دن گھر سے باہر نکل کر جماعتوں کے ساتھ ملکر اس کار خیر کو آگے بڑھائے۔ بیرون ملک جانے کیلئے ضروری ہوتا ہے کہ اس رضاکار نے ملک کے اندر چار ماہ کا چلہ لگایا ہو۔ ایک جماعت کم از کم دس افراد پر مشتمل ہوتی ہے جس میں سے ایک فرد کو باہمی رضامندی سے امیر جماعت منتخب کرلیا جاتا ہے ہر ممبر اپنے اخراجات اور زاد راہ کا خود انتظام کرتا ہے ہر کوئی اللہ سے لو لگانے اور فکر آخرت میں مستغرق نظر آتا ہے۔ تبلیغی اجتماعات میں نئی جماعتیں تشکیل دی جاتی ہیں اور تبلیغ کا کام مکمل کرکے واپس آنے والی جماعتیں اپنی کارگزاری پیش کرتی ہیں۔ اجتماع کے اختتام پر دینی کام میں کامیابی اور عالم اسلام کی بہتری کیلئے خصوصی دعائیں کی جاتی ہیں اس موقع پر حاضرین اشکبار آنکھوں سے آمین آمین کی صدائیں بلند کرتے ہیں۔

○

## بقیہ: انسانیت دین اسلام کی محتاج

بیشک اسلام ہی صرف ایسا مذہب ہے جو دنیا کو اور لوگوں کو اس خرابی سے نجات دلانے والا ہے، جو انسان کے اندر سرایت کرچکی ہے، اس لئے کہ اسلام کی ایک ایسی روحانی طاقت ہے جو ختم نہیں ہوتی ہے، اور یہ طاقت قرآن کریم میں ہے جو سارے جہاں کیلئے دستور زندگی ہے، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام امراض کیلئے جو قیامت تک انسان کو لاحق ہونے والے ہیں علاج بیان فرمائے ہیں۔

جرمن نومسلمہ کہتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے زندگی کا کوئی گوشہ بھی قرآن مجید میں نہیں چھوڑا بلکہ زندگی کے بہتر سے بہتر طریقوں کی طرف رہنمائی فرمائی ہے، جس میں شبہات و تحریفات کی کوئی گنجائش نہیں ہے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ انسان کو زمین میں اپنا نائب بنانا چاہتا ہے، اور پاک و صاف بنانا چاہتا ہے، لیکن انسان اپنے نفس کے شیطان کی اتباع کرتا ہے، اور جو شخص اپنے نفس کے شیطان کی اتباع کرے گا تو اس کو شیطان کی گندگیاں ملیں گی۔

اللہ تعالیٰ نے کعبہ مشرفہ کو مکہ مکرمہ کے لئے منتخب فرمایا، اور کعبہ وہ گھر ہے جس کا ساری دنیا کے مسلمان حج کرتے ہیں، اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی پاک زمین میں پیدا فرمایا نہ کہ اس گھر میں، مکہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش لوگوں کیلئے عبرت و موعظت ہے، اسی سے یہ واضح ہوگیا کہ بیت الحرام وہی مرکز العالم ہے جس کے اردگرد ساری دنیا طواف کرتی ہے، اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا تعلق بھی اسی مرکز سے تھا (کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بھی سارے جہاں کیلئے مبعوث فرمائے گئے تھے) تاکہ اللہ تعالیٰ ساری دنیا کو رسالت کے نور سے منور کردے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بے مثال عقل کے ذریعہ کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر شخص کو اس کے مرتبہ کے مطابق خطاب کیا، آپ نے بتوں کا خاتمہ کیا، اور اسلام پورے کرہ ارض پر پھیل گیا اور قیامت تک پھیلتا رہے گا، اور بیت الحرام طائفین کی جگہ ہوجائے گی، اور عنقریب سیرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ساری دنیا کو اپنے سائے تلے لے لیگی اور اس کی جدوجہد، اس کی جنگ، اس کا جہاد اس دعوت کی جانب سے ہوگا جو دعوت اللہ کے دین کے قواعد کی مضبوطی کیلئے ہوگی، وہ سیرت جو لوگوں میں جذب کی کیفیت طاری کرتی ہے، اور جو لوگوں کو اسلام سے واقف کراتی ہے، قرآن کریم وہ کتاب ہے جو حق کے ساتھ حق کی طرف سے نازل ہوئی تاکہ دن و رات دین بن جائیں، اور قرآن دنیا کا دستور بن جائے۔

آپ جانتے ہیں کہ میں نے ایک عربی مسلمان سے شادی کرلی میں حج کے فریضہ سے بھی فارغ ہوگئی ہوں، اور میں تمنا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اولاد سے نوازے جن کی میں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں تربیت کروں اور وہ اسلام کی خدمت کریں۔

(شکریہ تعمیر حیات، لکھنؤ)

# انسانیت دین اسلام کی محتاج

## جرمنی کی نومسلم ڈاکٹر خاتون کے تاثرات

تحریر: احمد حامد (قاہرہ)
ترجمانی: مسعود حسن حسنی

"اریئن رینھاریف" جرمنی کی رہنے والی ہیں' ان کی پیدائش ۱۹۴۰ء میں ہوئی' ان کے والدین کا تعلق بھی جرمنی ہی سے ہے' ان کے والدین کا پیشہ طبابت تھا' وہ اچھے فزیشن اور قلب کے امراض کے ممتاز معالج تھے' انہوں نے اپنی ساری کوششیں اپنی اکلوتی بیٹی کی تعلیم و تربیت پر صرف کردیں تاکہ وہ بھی ایک اچھی (ماہر) ڈاکٹر بنے' اور کامیاب زندگی گزار سکے' بیٹی نے اپنے والدین کے ارمانوں کو پورا کیا' اور اس کی یہ آرزو تھی کہ وہ بھی اپنے والدین کی طرح ماہر ڈاکٹر بنے' اس کا اندازہ اس کے قول سے ہوتا ہے کہ یہ ایسا انسانی پیشہ ہے جس کے ذریعہ انسان دوسروں کی تکلیفوں کو محسوس کرتا ہے۔"

اور وہ کہتی ہیں کہ ہم نے اپنے ایک ساتھی سے شادی کرلی' اور طالب علمی کے زمانے میں میرا اس کا بہت ساتھ رہتا تھا' درجہ میں سب سے فائق ہونے کی وجہ سے میرے اساتذہ مستقبل میں بہترین توقعات وابستہ کئے ہوئے تھے کہ میں کوئی غیر معمولی کارنامہ انجام دوں گی اور کچھ ایسی ہی توقعات میرے ساتھی نے بھی مجھ سے وابستہ کی تھیں۔ میرے فارغ ہونے کے دو سال کے بعد میرا شوہر بن گیا' اور ہم اس پر متفق ہوگئے تھے کہ کچھ عرصہ اولاد سے بچیں گے۔

ایک بڑے اسپتال میں جس میں اور وہ دونوں ساتھ ساتھ کام کرتے تھے مجھ کو کافی ترقی ہوئی' اور میری شہرت میں اضافہ ہوا جس نے میری پرسکون زندگی کو جہنمی زندگی بنادیا' کیونکہ میری شہرت سے اس کے اندر حسد کا مادہ پنپنا شروع ہوگیا' میں نے اس کے احساسات کو ہلکا کرنے کی بڑی کوشش کی' لیکن اس کا احساس بڑھتا رہا اور اس نے اپنی ذمہ داریوں میں لاپرواہی برتنا شروع کردی اور نشہ آور چیزوں کا استعمال بڑھادیا' گھر میں مجھ سے سختی کے ساتھ پیش آنا' اور اس کی سختی اس حد تک بڑھی کہ اسپتال میں میری بے عزتی ہوئی' اس کے باوجود میں نے برداشت سے کام لیا (صبر و ضبط کے پیمانہ کو ہاتھ سے جانے نہیں دیا) آخر میں نے علیحدگی کا مطالبہ کر ڈالا' اور یہ مطالبہ اس کے نشہ میں دھت رہنے کی وجہ سے یا میری اہانت کرنے کی وجہ سے نہ تھا جیسا کہ بعض لوگ کہتے تھے کہ یہ معاملات وقتی ہیں' بعد میں رفع دفع ہوجائیں گے' بلکہ یہ مطالبہ اس کی حد سے بڑھی ہوئی سختی برداشت نہ کرسکنے کی وجہ سے تھا' جس کی وجہ سے میں اپنے کاموں کی طرف پوری توجہ نہ کرسکتی تھی' جس کے سبب مجھ کو اپنے والدین کی ناراضگی مول لینی پڑتی تھی' میں نے گھر چھوڑ دیا' اور میں نے ان غموں سے جو مجھ کو شوہر کے ساتھ زندگی گزارنے کی صورت میں جھیلنے پڑے تھے حتی کہ مجھ کو انہی کی وجہ سے اسپتال میں ذلت اٹھانی پڑی تھی دور رہ کر اپنی زندگی اسپتال میں گزارنے لگی۔

جرمن خاتون رینھاریف کہتی ہیں کہ میں نے اپنے فرانس کے سفر کے دوران اپنی ان تمام ذلتوں کو بھلادیا جو مجھ کو میرے اس شوہر کی جانب سے پہنچی تھیں جس کو میں ناپسند کرتی تھی اور وہ مجھ کو ناپسند کرتا تھا۔

اور اس کے بعد میں نے اپنے آپ کا جائزہ لیا اور اپنی اس سہیلی سے گفتگو کی جو کئی سال پہلے فرانس اپنے شوہر کے ساتھ ازدواجی زندگی گزارنے کیلئے چلی گئی تھی' میں نے اسے مسلمان شوہر کے ساتھ خوشگوار زندگی گزارتے ہوئے پایا وہ اس کے ساتھ انسانیت بھرا سلوک کرتا تھا' اس کے سلوک کی وجہ سے میری سہیلی نے اسلام قبول کرلیا اور جب ان کو میری ان مشکلات کا علم ہوا جو مجھ کو میرے شوہر کی وجہ سے لاحق تھیں' تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر اسلام قبول کرلو تو تم اس سے علیحدگی اختیار کرسکتی ہو' کیونکہ کوئی بھی مسلمان عورت غیر مسلم شوہر کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔ میں نے اپنی سہیلی سے اسلام قبول کرنے کے بارے میں پوچھا اس نے کہا پہلے اسلام سے واقفیت حاصل کرو' اپنے حقوق و واجبات کو پہچانو اور اشھدان لا الہ الا اللہ واشھدان محمدا" عبدہ ورسولہ کو زبان سے ادا کرو' مسلمان ہونے کے سبب طلاق کا مطالبہ کرو' عدالت فورا" تمہارے حق میں فیصلہ دے دیگی۔

پیرس میں تین دن قیام کے بعد میں برلین واپس ہوگئی' برلین واپسی کے بعد میں اسلامی مرکز گئی' اپنے اسلام قبول کرنے کا اعلان کیا اور اس کا سرٹیفکیٹ حاصل کیا' اس طرح شرابی و

حاسد شوہر سے میری طلاق ہو گئی۔

شروع شروع میں اسلام سے ناواقف تھی' لیکن پھر بھی میں نے سکون محسوس کیا' اسلام کے بارے میں مجھ کو صرف اتنی واقفیت تھی کہ اس نے مجھ کو مصیبت سے نکالا ہے' اور مستقبل میں پیش آمدہ حالات گزشتہ معاملات کے مقابلہ میں سہل ہوں گے۔

اس کے بعد میرا جرمنی میں رہنا مناسب نہیں تھا میں نے ایک بار پھر پیرس کی طرف کوچ کیا' اور وہاں میں چھ سال تک مقیم رہی ان چھ سالوں میں اسلام سے واقف ہوئی کیونکہ اسلام ہی نے میری پراگندہ حال زندگی کو اچھی زندگی سے بدلا اور ان تمام غموں سے مجھ کو چھٹکارا دلایا جو مجھ کو لاحق تھے' کیونکہ اس سے پہلے ہر چیز میں میری حیثیت ایک ذلیل بیوی کی سی تھی' کیونکہ بار بار میری اہانت کرنا ہی میرے شوہر کا مقصد تھا' اور اس کے اندر میری کامیابیوں اور اس کی ناکامیوں کے سبب حسد کا مادہ پیدا ہو گیا تھا جس نے ہماری ازدواجی زندگی کو تہس نہس کر کے رکھ دیا۔ اور ان چھ سالوں میں اسلام سے واقفیت کے سلسلہ میں میری سہیلی نے اور اس کے شوہر نے میری بڑی مدد کی۔

میں غور کرنے سے اس نتیجہ پر پہنچی کہ حقیقتاً "اسلام ہی انسانیت کو کینہ اور بغض سے نجات دلانے والا ہے (اور انسان کو بے چینی سے نکال کر اطمینان و سکون کی زندگی عطا کرتا ہے)

جرمن خاتون کہتی ہیں کہ اسلام ہی ایک ایسا دین ہے جس نے انسان کو انسانیت کی قیمت عطا کی ہے (جو انسان کو انسانیت کی قدر و منزلت سکھاتا ہے) "اللہ تعالیٰ نے انسان کو ایک جان سے پیدا کیا اور پھر اسی سے اس کا جوڑا پیدا کیا" اور تمام مخلوقات پر انسان کو فضیلت عطا کی' اور انسان کو بہترین شکل میں پیدا کیا تاکہ اس سے مردوں اور عورتوں کی کثرت ہو' اور مرد عورت سے سکون حاصل کرے' اس لئے کہ یہ دونوں ایک ہی جان سے ہیں' جب سکون ناپید ہو جائے تو اچھے طریقے سے علیحدگی اختیار کرلی جائے۔ شادی کی سب سے مہذب ترین شکل اسلام میں ہے' اور دنیا میں جتنے بھی مذاہب ہیں ان تمام مذاہب کے مقابلہ میں اسلام ہی سب سے زیادہ مہذب مذہب ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کے ساتھ محبت کا' نرمی کا اور شفقت کا معاملہ کیا' جس کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیویوں کی نگاہ میں بڑے محبوب تھے۔ یہی وہ حقیقی رحمت تھی جس کو انسانوں کے درمیان خاص طور پر زوجین کے درمیان آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھیلایا۔

جرمن ڈاکٹر (رینھاریف) کہتی ہیں کہ دنیا کو اس وقت اسلامی تعلیمات کی ضرورت ہے' صرف اسلام ہی موجودہ دور کے مسائل کو حل کر سکتا ہے' وہ انسان کو بلند مرتبہ عطا کرتا ہے' اور انسان کے لئے صرف یہی کافی ہے کہ وہ ایسے مقام پر ہو جس سے وہ اسلامی حقیقت کو سمجھنے کا اہل ہو سکے' اور یہ اسی وقت ممکن ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو عزت دینے کا ارادہ فرمالیا ہو' تاکہ اس کو اپنے منتخب لوگوں میں شامل فرمالے' اس کو دین اسلام کی دولت سے نوازے اور پھر وہ اس پر عمل پیرا ہو اور میں نے ان لمحات کا جو میں نے امراض قلب کے علاج کے دوران گزارے اور جسم انسانی کے نظام کا مطالعہ کیا تو میں اس نتیجہ پر پہنچی کہ اللہ تعالیٰ ہی مطلق قوت و قدرت والا ہے' اسی نے اس جسم کو پیدا کیا' اسی نے اس کو زندہ رکھا اور وہی اس کو موت دے گا اور انسان کا کام علم کے فلک میں چکر کاٹنا ہے۔

ہم ہرگز انسان کی پیدائش کے راز تک نہیں پہنچ سکتے' یہ راز صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو انسان یہ چاہتا ہے کہ وہ مسلمان ہو' اور اس کا دین برحق ہو اس پر یہ لازم ہے کہ وہ اپنے لئے اور تمام مخلوقات کے لئے جو زمین و سمندر و فضاء میں بستی ہے یہ بات یقینی بنالے کہ اللہ تعالیٰ تنہا حاکم ہے' تنہا خالق ہے' اور وہ قادر مطلق ہے' اس کا کوئی شریک نہیں ہے' اور اس خالق کی الوہیت کا وہ اعتراف کرے' جو ہر چیز سے بلند و بالا ہے اور اسی نے کائنات کو پیدا کیا' اور اس کائنات کے بھرنے کے لئے انسان کو پیدا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس انسان کو زمین میں خلیفہ بنایا' اور فرشتوں کو اس کو تسلیم کرنے اور اس کو سجدہ کرنے کا حکم دیا اور اس انسان کو زندگی کا سامنا کرنے کے لئے چھوڑ دیا تاکہ ان کی کثرت ہو اور نسل کی افزائش ہو (اور جوڑا بنانے کے بعد چھوڑا) پھر ان میں رسولوں اور نبیوں کو مبعوث فرمایا تاکہ ہر نبی اپنی قوم کو خیر اور توحید کے راستہ کی طرف لے جائے لیکن اللہ تعالیٰ نے جو کہ تنہا ہے جس کا کوئی ساجھی و شریک نہیں' محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری ہی رسول و نبی کے لئے منتخب کیا (آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو آخری نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا) چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کا دین لوگوں تک پورا پورا بغیر کم و کاست کے پہنچا دیا' اسی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء اور خاتم الادیان ہیں' اسلام ہی اس زمانے میں حقیقی ضرورت ہے اور جس انسان کی روح میں بگاڑ آچکا ہے' جس کی عقل خراب ہو چکی ہے' جس کی فکر ان خالص مادیات کی وجہ سے منتشر ہو چکی ہے' جو معبود ہو گئی جس کو لوگ سجدہ کرتے ہیں اور جس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہیں اس انسان کی اصلاح کی ضرورت ہے' آج دنیا دعوت اسلامی کی محتاج ہے کہ وہ انسان کو تباہی و بربادی کے راستہ سے نجات دلائے۔

باقی صفحہ پر

## پاکستانی مسلمان

# بدنامی کا دھبہ

مفتی محمد جمیل خان

پاکستان مسلمانانِ برصغیر نے اس لئے حاصل کیا تھا کہ یہ ملک اسلام کا قلعہ ہوگا' ہندوؤں کی وجہ سے ہم جو اسلام اور اسلامی تعلیمات پر عمل نہیں کرسکتے' دین کے معاملے میں آزادی ہمیں نہیں اپنے تشخص کیلئے مشکلات ہیں' مخلوط معاشرہ کی وجہ سے نئی نسل کی گمراہی کا اندیشہ ہے' اپنے ملک کے حصول کے بعد یہ تمام چیزیں ختم ہوجائیں گی۔ مملکت پاکستان دنیا کا ایک ایسا مثالی خطہ ہوگا جہاں آزادی اور عزت' وقار' خودداری کے ساتھ ہم زندگی گزاریں گے۔ عدل و انصاف ہمارے گھروں پر ہمیں ملے گا' جان اور عزت ہماری محفوظ ہوگی' اسلام دشمنوں سے ہمیں خطرہ نہیں ہوگا۔ نئی نسل کی نشوونما اسلامی ماحول میں ہوگی لیکن۔

ایں بسا آرزو کہ خواب شدہ

آج پچاس سال بعد جب ہم پاکستان کی حالت دیکھتے ہیں تو پچاس سال قبل کے حالات ہر اعتبار سے بہتر معلوم ہوتے ہیں خاص طور پر اسلامی تشخص اور دین کے اعتبار سے تو ہماری حالت اتنی زیادہ انحطاط کا شکار ہوگئی کہ اندیشہ ہے کہ نئی نسل اسلام سے باغی ہی نہ ہوجائے' یہی صورت حال دیگر شعبوں کی ہے' گویا ہر اعتبار سے ہم نے مملکت پاکستان میں اپنی حیثیت کو مجروح کیا ہے اور اس وقت دنیا بھر میں پاکستان اور پاکستانی مسلمان کسی بھی حیثیت سے اچھی نگاہ سے نہیں دیکھے جاتے۔ وہ پاکستانی مسلمان جن کی دینی محبت پر دنیا فخر کرتی تھی اور جن کی دینی حمیت اور غیرت کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا' آج وہ پاکستانی مسلمان اور پاکستانی پاسپورٹ دنیا بھر میں ہی نہیں بلکہ اسلامی ممالک میں بھی بدنامی اور ذلت کی علامت بن گیا ہے۔ اس پاسپورٹ کو دیکھتے ہی اور یہ معلوم ہوتے ہی کہ اس فرد کا تعلق پاکستان سے ہے لوگوں کا رویہ تبدیل ہوجاتا ہے' اور بدقسمتی کی بات ہے کہ اس میں قصور پاکستانی مسلمانوں سے زیادہ پاکستانی حکام اور چند ایسے لوگوں کا ہے جنہوں نے دنیا کی محبت اور ذاتی مفادات میں اسلام' پاکستان' عزت اور وقار ہر چیز کو قربان کردیا۔ پاکستانی تشخص کو تباہ و برباد کردیا۔ ملک کی محبت کے بجائے دنیا کی محبت ان لوگوں کے رگ و ریشہ میں گردش کرتی ہے۔ دشمنوں کی آلہ کاری ان کا وطیرہ ہے۔ وہ پاکستان کے باس[illegible] اور امریکہ اور یورپ کے باسی زیادہ نظر آتے ہیں۔ دین کا درد ان کے دل میں ایک رتی کے برابر نہیں' پتہ نہیں ان کا تعلق دنیا کی کس مٹی سے ہے۔ انہوں نے پاکستانی مسلمانوں اور پاکستانی پاسپورٹ کو بدنام کرنے کی کوئی کسر نہیں چھوڑی' ایک طرف یہ افراد ہیں اور دوسری طرف پوری مغربی دنیا اور امریکہ بہادر ہے وہ امریکہ بہادر جس کے گن گاتے ہمارے حکمران نہیں تھکتے۔ جس کا گرین کارڈ ملنے پر لوگ ایسے خوش ہوتے ہیں جیسے جنت کا ٹکٹ مل گیا ہو۔

اس مغربی دنیا کے پریس نے پاکستان اور پاکستانی مسلمانوں کو بدنام کرنے کا کوئی حربہ نہیں چھوڑا اس کا نتیجہ ہے کہ آج اس سعودی عرب میں جہاں پاکستانی مسلمانوں کو ایک خاص اعزاز حاصل تھا۔ جہاں ان کو قدر کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔ جہاں ان کو بھائی کے نام سے پکارا جاتا ہے' جس ملک میں ملازمت کیلئے پاکستانی مسلمانوں کو ترجیح دی جاتی تھی آج اس ملک میں ایسی حقارت سے دیکھا جاتا ہے کہ جس کا تصور ایک شریف آدمی نہیں کرسکتا۔ آج جب وہ حج اور عمرہ کے ارادے سے بھی حرمین شریفین کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے ساتھ' چوروں' ڈاکوؤں اور جرائم پیشہ جیسے افراد کا معاملہ کیا جاتا ہے' آج ہر پاکستانی بدنامی کے اس درجے پر پہنچ چکا ہے کہ اس کے ساتھ منشیات فروشوں کا سا سلوک ہوتا ہے' جس میں قصور سعودی عرب کا نہیں بلکہ خود پاکستانی مسلمانوں کا ہے' اس سے زیادہ اندوہناک بات اور کیا ہوگی کہ ہمارے پاکستانی بھائیوں نے مردہ بچوں کے جسموں میں ہیروئن بھر کر سعودی عرب لے جانے کی کوشش کی۔ ایک پاکستانی خاندان آج بھی سعودی عرب کی جیلوں میں سزا کا منتظر پابند سلاسل ہے جس نے اپنے چھوٹوں بچوں تک کے کپڑوں میں مینا کاری کے ذریعے ہیروئن چھپائی ہوئی تھی' قرآن کریم جیسی مقدس کتاب کی آڑ میں ہیروئن اسمگل کی گئی۔ آج جب ایک شریف پاکستانی مملکت سعودیہ کے کسی ایئرپورٹ پر پہنچتا ہے تو ان بداعمال پاکستانیوں کی بدعملیوں کی سزا اسے بھی بھگتنی پڑتی ہے اور اب یہ سزا کا عمل اتنا وسیع ہوچکا ہے کہ پاکستانی مسلمان عمرہ کا ارادہ کرتا ہے اور اپنا پاسپورٹ عمرہ کے ویزے کیلئے دیتا ہے تو جب اس کا پاسپورٹ واپس آتا ہے تو عمرہ کے

ویزے کے ساتھ اس کے پاسپورٹ پر درج ہوتا ہے ”مملکت سعودیہ عرب میں منشیات لے جانے کی سزا موت ہے‘ آپ بھی دیکھ لیں کہ آپ کے پاس تو نہیں ہے۔“ اب یہ پاسپورٹ جو پاکستانی مسلمان کیلئے ایک لازم چیز کی حیثیت رکھتا ہے‘ زندگی بھر دنیا کے سفر میں اس کا ذریعہ ہے‘ اس پر ایک تازیانہ کے طور پر چھوکے لگا رہے گا کہ ”پاکستانی ہیروئن فروش ہوتے ہیں۔“ سارے پاکستانی مجرم ہیں‘ جس ملک میں جائے گا اس کا عملہ اس مہر کو دیکھتے ہی چوکنا اور مستعد ہوجائے گا کہ ”پاکستانی مجرم آگئے‘ ان کا خاص خیال رکھا جائے۔“

آج پاکستانی مسلمان اپنے چند برے اور خراب بھائیوں کی وجہ سے اس درجے پر پہنچ گئے ہیں کہ اپنے روحانی مرکز بیت اللہ شریف اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی عزت اور آبرو کے ساتھ حاضر ہونے کی پوزیشن میں نہیں رہے۔ آج اپنے مقدس مقامات جہاں پر داخل ہونے والا امن وامان میں پہنچ جاتا ہے ان مقامات پر بھی خوفزدہ رہتے ہیں صرف اور صرف چند مفاد پرست لوگوں کی وجہ سے‘ کیا پاکستانی حکومت اتنی بے حس اور بے وزن ہوچکی ہے کہ ان چند مفاد پرست اور جرائم پیشہ لوگوں کو کنٹرول نہیں کرسکتی جن کے جرائم کی پاداش میں آج پوری قوم کا سر ندامت سے جھکا ہوا ہے؟ جن کی وجہ سے پوری قوم مجرم بنی ہوئی ہے؟ جن کے جرائم کی وجہ سے آج قوم کی عزت دنیا بھر میں سرعام نیلام ہورہی ہے‘ جن کی وجہ سے قوم اس طرز عمل پر احتجاج کرنے کا حق بھی کھوچکی ہے۔ لیکن ان تمام امور کے باوجود مملکت سعودیہ عربیہ سے ہم ان گزارشات کے کہنے کا حق اس لئے رکھتے ہیں کہ مملکت سعودیہ کی حیثیت ایک دینی اور روحانی مرکز ہے‘ دنیا بھر کے تمام مظلوم مسلمانوں کی نگاہیں اس روحانی مرکز کی طرف ہوتی ہیں۔ وہ اس بات کے خواہش مند ہوتے ہیں کہ ان کی روحانی اور دینی رہنمائی کا رشتہ اس مرکز سے ہو۔ حرم بیت اللہ اور حرم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائیں ان کیلئے سرمایہ ہوتی ہیں۔

قرآن کریم کا ارشاد ہے ”کوئی کسی کے گناہوں کا وبال نہیں اٹھائے گا۔ ہر شخص اپنے اعمال کا براہ راست خود ذمہ دار ہے۔“ اس قرآنی آیت کریمہ کی روشنی میں ہم یہی کہہ سکتے ہیں کہ پاکستانی قوم پوری کی پوری مجرم نہیں۔ ۱۴ کروڑ مسلمانوں میں چند لاکھ ایسے لوگ ہوں گے جو پاکستان کی عزت اور وقار کا سودا کرنے کیلئے ہر برائی کو اپنانے کیلئے تیار ہوتے ہیں۔ ایسے چند لوگوں کی سزا پوری قوم کو دے کر پوری قوم کے ساتھ مجرمین اور ملزمین کا سا برتاؤ کرنا کسی طور پر مناسب نہیں‘ اس سے پوری قوم میں احساس ندامت اور احساس کمتری کا پیدا ہونا فطری بات ہے جو ایک مدت کے بعد انتقامی احساس کی کیفیت پیدا کرتا ہے اور ایسی بدگمانیاں ایک مدت بعد دشمنیوں میں تبدیلی کا باعث ہوتی ہیں جو ملت اسلامیہ کیلئے زہر قاتل ہیں۔ مغرب کی ابتداء سے یہ کوشش رہی ہے کہ ممالک اسلامیہ کے درمیان اس کیفیت کو ابھار کر ان کے درمیان دشمنیوں کے رشتوں کو استوار کیا جائے‘ اس لئے خادم الحرمین الشریفین سے ہم یہی اپیل کرسکتے ہیں کہ پاکستانی مسلمان الحمدللہ بہت اچھے مسلمان ہیں‘ حرمین شریفین سے ان کا تعلق توحید خداوندی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت وعقیدت کی وجہ سے ہے‘ ہر سال ایک لاکھ سے زائد حجاج کرام اور کئی لاکھ عمرہ کرنے والے اس کے شاہد ہیں۔ ان لاکھوں مخلصین میں چند مفاد پرست گندی مچھلی کا کردار ادا کرکے پورے تالاب کو گندا کرنے کی کوشش کرتے ہیں ان گندی مچھلیوں کی وجہ سے

تمام مچھلیوں کو ختم کردینا فطری قانون کے خلاف ہے اس لئے پاکستانی پاسپورٹ پر عمرہ کے ویزے کے ساتھ منشیات کی تنبیہہ کیلئے جو مہر لگانے کا سلسلہ پاکستانی مسلمانوں کی خیرخواہی کے جذبے سے شروع کیا گیا ہے‘ اس کو ختم کردیا جائے تاکہ پاکستانی مسلمانوں کو اپنی عزت نفس کے مجروح ہونے کا احساس اور اندیشہ نہ رہے‘ خادم الحرمین الشریفین کی حیثیت سے ہم یہ توقع کرتے ہیں کہ پاکستانی مسلمانوں کے جذبات کا احساس کرتے ہوئے اس فیصلہ کو واپس لیں گے۔ پاکستانی مسلمانوں کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ مملکت سعودیہ کے قوانین کا احترام صرف اس لئے نہیں کریں کہ یہ مملکت سعودیہ کے قوانین ہیں بلکہ مملکت سعودیہ عربیہ کا احترام ہر مسلمان کیلئے اس لئے بھی ضروری ہے کہ اس خطہ میں بیت اللہ اور روضہ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم جیسے مقدس اور روحانی مراکز ہیں۔ ان مقدس مقامات پر جس طرح عبادات اور نیکیوں کا ثواب ایک لاکھ اور پچاس ہزار بڑھ جاتا ہے اسی طرح اس جگہ کے گناہوں کی سزاؤں میں بھی بہت زیادہ اضافہ ہوجاتا ہے۔ ان مقدس مقامات پر خود گناہ کرنا اور منشیات جیسی چیزیں لے جانا بدترین قبیح فعل ہے۔ مسلمانوں کو نہ صرف خود اس سے اجتناب کرنا چاہئے‘ بلکہ ایسی تمام کوششوں کو ناکام بنانے کیلئے جدوجہد کرنی چاہئے جو دین دشمن لوگ اس خطے کو خراب کرنے کیلئے کرتے ہیں‘ اللہ تعالیٰ حرمین شریفین کو مسلمانوں کیلئے ہمیشہ محفوظ فرماتے ہوئے مسلمانوں کو اس کی برکات نصیب فرمائے۔ (آمین)۔



www.amtkn.com www.facebook.com/amtkn313 www.emaktaba.info

# اخبارِ ختم نبوّت

## قادیانیوں کا دھوکہ

گوجرانوالہ (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی رابطہ سیکریٹری جید عالم دین اور مورخ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ جو لوگ جرمنی یا یورپ و امریکہ میں جانے کے لالچ اور اپنے کسی مفاد کیلئے وقتی طور پر خود کو قادیانی ظاہر کرتے ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہیں' اور وہ کافر بن جاتے ہیں اس لئے لوگ کسی غلط فہمی اور لاعلمی کی سبب سے اپنا ایمان برباد نہ کریں۔ پاکستان کی کلیدی اسامیوں پر بڑی تعداد میں قادیانی فائز ہیں۔ ۱۹۸۱ء کی مردم شماری کے مطابق پاکستان میں قادیانی ڈیڑھ لاکھ ہیں جبکہ ملازمتوں میں ان کا تناسب ان کی تعداد کی نسبت ہزاروں گنا زائد ہے' جس سے کروڑوں مسلمانوں کے علاوہ دیگر غیر مسلم اقلیتوں کی حق تلفی ہو رہی ہے۔ ہائیکورٹ کے دو جج قادیانی ہیں' قادیانیوں اور مسلمانوں کی آبادی کے تناظر میں ہائیکورٹ میں آبادی کے تناسب سے ۲۳ جج ہونے چاہئیں' قادیانی جھوٹ کے سہارے دنیا کو گمراہ کر رہے ہیں جبکہ حکومت پاکستان اور بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے اپنے فرائض ادا کر رہے ہیں اور اس گھناؤنے اور منفی پروپیگنڈہ کے توڑ کیلئے کچھ نہیں کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار انہوں نے بخاری ہال ختم نبوت بلڈنگ میں سوال و جواب کی نشست میں کیا۔ جس کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ضلعی سیکریٹری جنرل قاری محمد یوسف عثمانی نے کی اور اس موقع پر ضلعی رابطہ سیکریٹری سید احمد حسین زید' سیکریٹری نشرواشاعت حافظ محمد اعظم ایڈووکیٹ' جوائنٹ سیکریٹری پروفیسر حافظ محمد انور اور دیگر حضرات نے بھی اظہار خیال کیا۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ گنی اور گیمبیا کے مسلمان بھی قادیانیوں کے جھوٹ اور فراڈ سے آگاہ ہو چکے ہیں اس لئے وہاں بھی حالات تبدیل ہو گئے ہیں۔ گیمبیا کے ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں میں ملازم قادیانی مشنری افراد کو ٹرین میں بھر کر ملک بدر کر دیا گیا ہے۔ جس کا اعتراف مرزائی گروہ مرزا طاہر احمد نے بھی کیا ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کا اعلیٰ سطحی وفد تشکیل دے دیا گیا ہے کہ جو ان ملکوں کا دورہ کر کے مقامی علماء اور مسلم قائدین کی معاونت کرے گا اور مستقبل کے متعلق لائحہ عمل کی گائیڈ لائن دے گا۔ انہوں نے کہا کہ اس وقت ضرورت ہے کہ تعلیمی اداروں' سرکاری دفاتر' فوج' پولیس' عدلیہ' ہسپتالوں اور دیگر محکموں اور اداروں میں قادیانیت کی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھی جائے اور ان کی مذموم سرگرمیوں کے اثرات سے لوگوں کو بچایا جائے۔ مولانا اللہ وسایا نے کہا کہ قادیانیت اپنے منطقی انجام کی جانب تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ دنیا بھر میں مرزائی جھوٹ کے سہارے پر اپنی تبلیغ کو وسعت دینے کیلئے سرگرم ہیں' اور حقیقت حال سے آگاہ نہ ہونے پر لوگ انہیں مسلمان سمجھ کر ان کے فریب میں آتے رہے ہیں مگر اب وہ ان کے دھوکے اور فراڈ کو سمجھ چکے ہیں۔ اس پر مرزا طاہر چیخنے لگا ہے اور پاکستان میں مرزائیوں سے امتیازی سلوک اور تشدد کی فرضی اور جھوٹی خبریں انٹرنیٹ اور دیگر ذرائع سے پھیلا رہا ہے۔ مجلس ختم نبوت مرزا طاہر کے جھوٹ کا پردہ چاک کر رہی ہے' حکومت کو اپنے وسائل بھی بروئے کار لانے چاہئیں۔ انہوں نے کہا کہ مجلس تمام مکاتب فکر کی دینی اور سیاسی جماعتوں اور ان کے قائدین کا احترام کرتی ہے اور وہ کسی مخصوص مسلک کی پیروکار نہیں۔ مجلس کا مقصد عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ اور باطل نظریات کی بیخ کنی ہے۔ یہ اتحاد بین المسلمین کی عالمی تنظیم ہے' مسلمانوں کے ہر مکتبہ فکر کے لئے لازم ہے کہ وہ مجلس تحفظ ختم نبوت سے تعاون کریں' انہوں نے حرکتہ

الانصار کو دہشت گرد قرار دینے کے امریکی فیصلہ اور حکومت کی طرف سے مبینہ طور پر حرکت کے دفاتر بند کرنے کے فیصلہ پر غم و غصہ کا اظہار کرتے ہوئے اس پابندی اور فیصلہ کو مسترد کر دیا اور اسے غیر حقیقت پسندانہ اور متعصبانہ قرار دیا۔

## عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوستہ محمد ضلع جعفرآباد کے انتخابات

گزشتہ دنوں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اوستہ محمد شہر ضلع جعفرآباد بلوچستان کے انتخابات ہوئے جس میں امیر پروفیسر عبداللہ جان کو منتخب کیا گیا جبکہ مولانا عبدالکریم چندرالی کو ناظم، محمد انور بھنگر کو ناظم نشرواشاعت، مولانا قربان علی مینگل کو ناظم تبلیغ، حاجی محبت خان پلیدی کو خازن مقرر کیا گیا۔ اور صوفی محمد عالم مہتمم مدرسہ بدرالعلوم کو مرکز کیلئے نمائندہ مقرر کیا اس موقع پر تمام عہدیداروں اور اراکین مجلس نے اس عزم کا اظہار کیا کہ جب تک ہمارے جسم میں جان ہے ناموس رسالتؐ کے تحفظ جیسے مقدس فریضہ کو سرانجام دیتے رہیں گے اور منکرین ختم نبوت، انگریز کے خودکاشتہ پودے قادیانیت کو قطعاً اپنے ناپاک عزائم میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔

## بھارت کا انتہاپسند ہندو سیاستدان مسلمان ہوگیا

کیرالہ کے ایک ہندو سیاستدان نے اسلامی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد اپنی اہلیہ سمیت اسلام قبول کرلیا اور اپنا نام محمد بلال رکھا ہے۔ وہ اس وقت بھارتی صوبے کیرالہ کی قومی جمہوری پارٹی کے جنرل سیکریٹری ہیں۔ قبل ازیں محمد بلال ہندو انتہا پسند گروپ بی ایم ایس سے وابستہ تھے۔ وہ مندروں کی حفاظت کیلئے بنائی گئی کمیٹی کے سربراہ اور بھارتیہ جنتا پارٹی سے بھی وابستہ رہے، انہوں نے مسلم برادری کو بہت نقصان پہنچایا، ایک بیان میں محمد بلال نے کہا کہ اسلام ہی بھارت اور تمام دنیا کے مسائل حل کرسکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی طرح اسلام کی خدمت کرنا چاہتے ہیں، ادھر انتہا پسند ہندوؤں نے انہیں بھارت سے نکالنے کا اعلان کیا ہے۔ (بشکریہ ماہنامہ "دعوۃ" اسلام آباد اکتوبر ۹۷ء)

## امریکی جیلوں میں اسلام

نیویارک امریکہ کی سب سے بڑی جیل رائیکا میں موجود، تین ہزار قیدیوں میں سے نو سو قیدی اسلام قبول کرچکے ہیں اور اب نو مسلموں کی اکثریت تبلیغ اسلام کے لئے سرگرم عمل ہے۔ ان سرگرم مبلغین میں سے عبدالہادی حمید، سابقہ زندگی میں دہشت گردی، قتل و غارت اور خون خرابے میں ملوث تھے اور اب تائب ہوکر نیکی کا راستہ اختیار کرلیا ہے۔ عبدالہادی کو ۱۹۵۴ء میں ۱۹ سال کی عمر میں پہلی بار سزا ہوئی تھی۔ وہ ۱۹۷۴ء میں مشرب بااسلام ہوئے، اس جیل کے ایک قیدی شیخ صالح جابر کے مطابق یہاں ایک اسلامی اسکول بھی قائم ہے جہاں قیدیوں کو اسلامی تعلیم دی جاتی ہے۔

(بشکریہ "دعوۃ" اسلام آباد اکتوبر ۹۷ء)

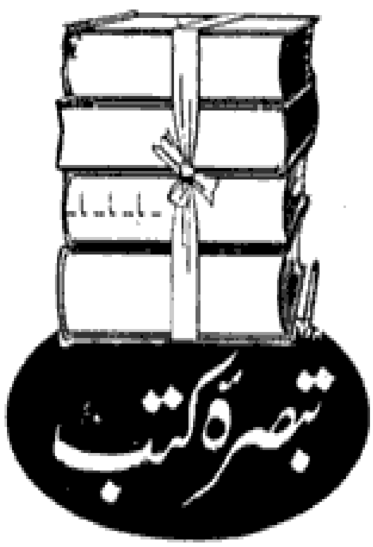


نام کتاب : انوارالحدیث جلد ششم

افادات : حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینیؒ

صفحات : ۳۲۰

قیمت : ۲۰۰ روپے

ناشر : دارالارشاد مدنی روڈ اٹک شہر پاکستان

زیر تبصرہ کتاب دراصل حضرت مولانا قاضی زاہدالحسینیؒ کے درس حدیث کا مجموعہ ہے، مولانا مرحوم ان علماء حق میں سے تھے جنہیں اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے کتاب و سنت کے سمجھنے کے لئے خصوصی ملکہ عطا فرمایا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے مولانا مرحوم سے تصنیف، تالیف، درس و تدریس، وعظ و ارشاد میں علوم قرآنی اور اس کے معارف کی نشر و اشاعت کی خدمت لی، آپؒ جہاں بھی رہے ہمیشہ درس قرآن و حدیث سے قلوب انسانیت کو منور فرمایا۔

آپ کے درس میں واہ کینٹ کے درس کو بڑی شہرت حاصل ہے، جس کا اندازہ اس سے لگایا جاسکتا ہے کہ چھتیس سال کے طویل عرصہ میں ایک درس کا بھی ناغہ نہیں ہوا۔ واہ کینٹ کا یہ درس قرآن پاک ۲۸ جلدوں میں طبع ہوچکا ہے۔ درس قرآن پاک کے ساتھ ساتھ درس حدیث بھی ہوتا تھا، جس کی پانچ جلدیں اس سے قبل انوارالحدیث کے نام سے شائع ہوچکی ہیں۔ زیرہ تبصرہ چھٹی جلد کو یہ خصوصیت بھی حاصل ہے کہ حضرت مولانا مرحوم نے اپنی حیات مبارکہ کے آخری دن بھی اس کی تصحیح کا کام فرمایا۔ محترم حاجی عثمان غنی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے یہ سعادت بخشی کہ انہوں نے حسب سابق ٹیپ ریکارڈ کی مدد سے مولانا مرحوم کے یہ درس محفوظ کرکے اب اس کی چھٹی جلد ترتیب دی ہے اور ادارہ دارالارشاد نے انہیں شائع کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت سے نوازتے ہوئے مخلوق خدا کی رہنمائی کا ذریعہ بنائیں۔ آمین

عالمِ اسلام کی تاریخ میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

# ثبوت حاضر ہیں!

قادیانیوں کے بدترین کفریہ عقائد و عزائم پر مبنی عکسی شہادتیں

ترتیب و تحقیق

## محمد متین خالد

**یہ ایک ایسی تاریخی و تحقیقی کتاب ہے**

- جو قادیانیوں کی اسلام کے خلاف ہرزہ سرائیوں اور گستاخیوں کے مستند دستاویزی ثبوت لیے ہوئے ہے۔
- جسے دس سال کی شبانہ روز انتھک محنت کے بعد مکمل کیا گیا ہے
- جس میں قادیانی کتب اور اخبارات و رسائل کے 50 ہزار سے زائد صفحات کھنگالنے کے بعد قادیانیوں کے مذموم عقائد و عزائم کے تحریری ثبوت یکجا کر دیے گئے ہیں۔
- جس کے مطالعے سے ہر قادیانی اپنے عقائد کی کجی اور بھیانک تصویر دیکھ کر راہ ہدایت پا سکتا ہے۔
- جو سادہ لوح مسلمانوں کو فتنۂ ارتداد سے بچانے کے لیے ایک مؤثر ہتھیار ثابت ہو سکتی ہے۔
- جس کا مطالعہ علماء، خطباء، وکلاء، اساتذہ اور طلباء کو فتنۂ قادیانیت کے خلاف مضبوط دلائل اور ٹھوس معلومات کا ذخیرہ فراہم کرے گا۔
- جسے قادیانیت کے خلاف ہر عدالتی مقدمہ، بحث اور مناظرہ میں مستند حوالے کی حیثیت سے پیش کیا جا سکتا ہے۔
- جسے تمام مکاتیب فکر کے جید علماء کرام اور نامور اہل علم و دانش کی خواہش اور سرپرستی میں تیار کیا گیا۔

ہوشربا انکشافات

حیرت انگیز معلومات

سنسنی خیز واقعات

سارے راز بے نقاب

ناقابلِ تردید حقائق

بند کتابوں کی کھلی کہانی

قادیانیت پر مکمل انسائیکلوپیڈیا

ہر گھر اور لائبریری کی ضرورت

**دیباچہ نگار**

حضرت خواجہ خان محمد امیر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان • حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی مدظلہ نائب امیر • حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری ناظم اعلیٰ • حضرت مولانا اللہ وسایا مدظلہ ایڈیٹر ختم نبوت کراچی انٹرنیشنل • جناب جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہری سپریم کورٹ آف پاکستان • جناب مجید نظامی چیف ایڈیٹر روزنامہ نوائے وقت • ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل حمید گل سابق سربراہ آئی ایس آئی • پروفیسر محمد سلیم مدیر سر راہے روزنامہ نوائے وقت:

کمپیوٹر کتابت • بہترین کاغذ • دیدہ زیب طباعت • مضبوط جلد • جدید ڈیزائننگ • چار کلر انتہائی خوبصورت ٹائٹل • صفحات 864 • قیمت/ 300 روپے • جماعتی کارکنوں کے لیے خصوصی رعایت قیمت صرف 200 روپے مع 20 روپے ڈاک خرچ (ترسیل بذریعہ منی آرڈر) وی پی ہرگز نہ ہوگی۔

**عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت**
حضوری باغ روڈ ملتان ☎ 514122

**مکتبہ تعمیر انسانیت اردو بازار لاہور**
فون 7237500

REGD. NO. SS-160

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی دار المبلغین کے زیر اہتمام

مدرسہ ختم نبوۃ
مسلم کالونی
صدیق آباد (ربوہ)

11 تا 29 دسمبر 1997

10 تا 28 شعبان المعظم 1418

# سالانہ رد قادیانیت و عیسائیت کورس

محمد یوسف لدھیانوی

محمد امین صفدر

بشیر احمد

طاہر رزاق

اشتیاق احمد

اللہ وسایا

زاہد الراشدی

عبد اللطیف مسعود

خدا بخش

محمد اسماعیل

طارق محمود

جمال اللہ

حفیظ الرحمن

محمد متین خالد

محمد اکرم طوفانی

(حضرت مولانا) عزیز الرحمن جالندھری مرکزی ناظم اعلیٰ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت مرکزی دفتر حضوری باغ روڈ ملتان پاکستان